ایک قرآن ایک ترجمہ

ارادہ سلطان المجاہد طاہری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ط

علم والوں سے پوچھو
اگر تمہیں علم نہ ہو

(انبیاء ۷)

کتاب

:- ایک قرآن ایک ترجمہ

تحفہ بنام علامہ عبید المقوم خاں

جناب [redacted] صاحب

یہ مبارک موقع

درسی [redacted] ملاقات

مورخہ 20-3-70 بمقام گھر

تحفہ منجانب (ارادہ) سلطان حجام
(دکاندار)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عید الفطر، عرس، روحانی مجالس و پروگرام، شادی، نکاح
امتحان، کاروبار میں کامیابی، پُر مسرت تہواروں اور دیگر خوشی کے موقعوں پر یہ کتاب
اپنے نزدیک و دور کے رشتہ داروں، احباب اور دوستوں کو بطورِ تحفہ پیش کریں۔

طلباء، نوجوانوں اور عام لوگوں کے لئے
لکھی گئی ایک کتاب

کیا آپ کے گھر میں غلطیوں سے پاک، مستند، جامع
اور ممتاز "اردو ترجمہ" قرآن پاک موجود ہے؟ .....
یہ بات آج ہی اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم کیجا سکتی ہے ــــ
قرآن مجید کے "اردو ترجموں" میں حیرت انگیز فرق پر معلوماتی اور تحقیقی کتاب
"اردو ترجمہ قرآن" کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کتاب کو ضرور پڑھیں ورنہ روزِ
قیامت اس کتاب کا ہر ورق گواہ ہوگا کہ "قرآن کے صحیح اور غلط اردو ترجموں کی پہچان" آپکے
سامنے تھی۔ مگر آپ نے مطالعہ کر کے اس پر عمل نہیں کیا۔

ایک قرآن - ایک ترجمہ

(جلد اوّل و دوئم) مکمل

موضوع

قرآن کے صحیح اور غلط اردو ترجموں کی پہچان

مؤلفہ

اراؤ سلطان المجاہد ــــ طاہری

لائبریری "فکرِ رضا و طاہر" اراؤ ہاؤس - چوک رحمانیہ
ٹیکسٹائل ملز - فیصل آباد پاکستان

موضوع

قرآن کے صحیح اور غلط اردو ترجموں کی پہچان

تصانیف

(کتب زیر تالیف)۔ سپریم مین ۔ سپرمین چودھویں صدی سپرمین پندرھویں صدی ۔ بدعتوں کا اصل خالق ۔ تین گروہ اور بدعتیں چوتھا گروہ کفار ۔ مجدد امام اور وقتی نظریہ ۔ سیاسی انتشار اور فرقہ پرستی کے خاتمہ کا واحد فارمولا ۔ موازنہ حدیث فہمی (زیر کتابت) موازنہ قران فہمی ۔ ذکر در حکومت یا تاریخ دان ۔ عظمت اور عشق مصطفوی ۔ ارباب سیاست توجہ کریں ۔ علمائے کرام کی خدمت میں ۔ اور

ایک قرآن ایک ترجمہ

جلد

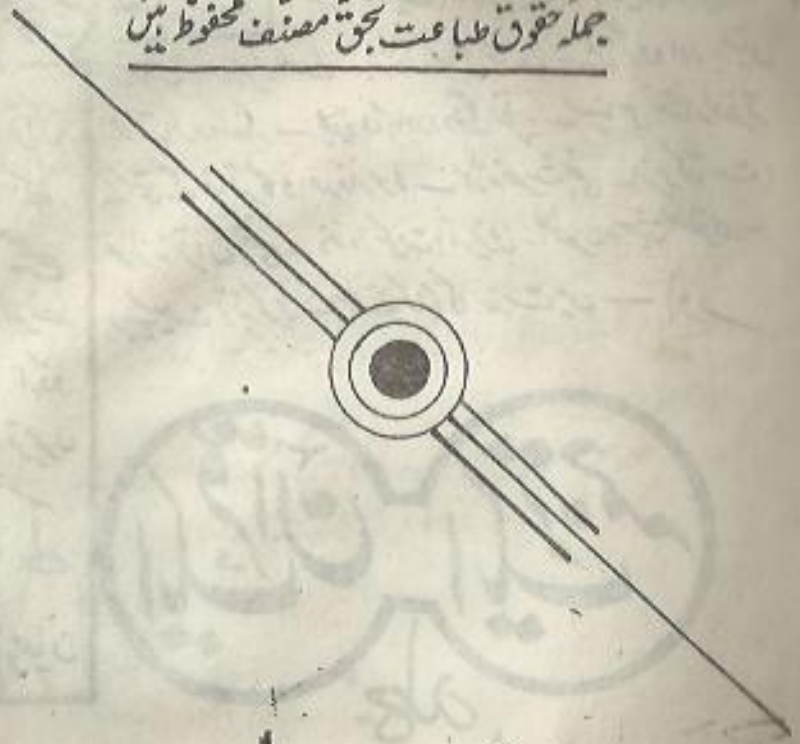
اوّل و دوئم

مؤلفہ

اراڈ سلطان المجاہد طاہری
سینئر سول انجینئر ۔ او ۔ ٹی ۔ ایل ۔ اوکاڑہ

ناشر ۔ دفتر لائبریری فکرِ رضا و طاہر اراڈ ہاؤس چوک رحمانیہ نیکسٹائل ملز فیصل آباد پاکستان

جملہ حقوق طباعت بحق مصنف محفوظ ہیں



نام کتاب ـــــ ایک قرآن ایک ترجمہ

تصنیف ـــــ ارادؔ سلطان المجاہد طاہری

ناشر ـــــ مکتبہ فکرِ رضا و طاہر۔ فیصل آباد

بار اشاعت ـــــ اوّل ستمبر ۱۹۸۷ء

تعداد ـــــ ایک ہزار

سائز ـــــ $\frac{19 \times 25}{8}$

کتابت ـــــ الخطاط چوراہی

ڈیزائنر ـــــ ارادؔ سلطان المجاہد طاہری

اِنتساب

بنام

یرے پیر و مرشد حضرت	اعلیٰ حضرت مجدد امام
پیر طاہر علاؤ الدین مدظلہ القادری الگیلانی البغدادی کہ جنکی زیارت کرکے خدا یاد آجاتا ہے	**احمد رضا** رحمۃ اللہ علیہ کہ جنکی فہم و ذکاء اور فکر سے رہنمائی حاصل کیے بغیر کسی بھی فرد میں کوئی بھی محقق اور سکالر حق منزل تحقیق کے مقام پر فائز نہ ہو سکتا

بنام

* بنام حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ اوکاڑہ۔
حضرت سائیں عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ دیپال پور۔
حضرت حضور جی حصاروی رحمۃ اللہ علیہ رینالہ خورد۔
حضرت مفتی نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بہیرہ پور۔
حضرت خورشید احمد رحمۃ اللہ علیہ ساہیوال۔ خلیفہ امیر ملت پیر سید جماعت علیشاہ جنکے قدموں میں اکثر حاضری دیتا رہتا ہوں۔
* حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی مدظلہ کے نام کہ جن کی تبحرِ علمی کا معترف ۱۹۶۶ء سے ہوں۔
* حضرت علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے نام

کہ جن کی عصرِ حاضر میں بین الاقوامی سطح کی دینی خدمات روزِ روشن کی طرح متوقع ہیں۔ انشاء اللہ وقت قریب ہے کہ ان کی تحقیق اور اجتہادی فکر سے دنیا مے اسلام فیض یاب ہوگی۔

* پیر طریقت، ابوالبیان حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی کے نام۔ جنکی بے مثال تقریری و تدریسی خدمات ہیں۔ اللہ انہیں صحت عطا فرمائے۔

* عالمی دعوتِ اسلامی کے مبلغین اور مجلس رضا کے معاونین کے نام۔ کہ جنکو اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کے صدقے بے لوث تبلیغ اور مفت کتب شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔

* صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن آف سلطان باہو کے نام۔ جو خانقاہوں کے ان سجادہ نشینوں کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ جو شریعت و طریقت سے غافل ہیں۔ اور تیتر، بٹیر، گھوڑوں اور کتوں کے دلدادہ ہیں۔

سلطان فیاض

از:- ابوالبیان، شیخ القرآن حضرت مولانا

مفتی غلام علی اوکاڑوی مدظلہ العالی

پرنسپل دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

*

پیش لفظ ——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

*

اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں البریلوی قدس سرہ العزیز برصغیر کے وہ جلیل القدر عالم دین ہیں۔ کہ جن کے علم و فضل اور تبحر کو دیکھ کر عرب و عجم کے علمائے حق نے ان کو بڑے بڑے دینی القاب سے یاد فرمایا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ امام اہلسنت ہیں اور چودھویں صدی کے مجدد برحق ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے حسام الحرمین اور دولت مکیہ کی تقریظات ملاحظہ فرمائیں) ان کے تجدیدی کارنامے ان کی تصانیف شریفہ سے ظاہر و باہر ہیں۔ جو سینکڑوں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہیں۔

اور ابھی تک بہت سی کتب و حواشی غیر مطبوعہ
ہیں۔ یوں تو اعلیٰحضرت ہر علم و فن میں کمال
مہارت اور دسترس رکھتے تھے۔ تاہم کتاب و
سنت اور فقہ اسلامی میں وہ اپنے زمانے میں
بے نظیر اور بے عدیل تھے۔ علم فقہ میں انکی مہارت
اور وسعت نظری اور ژرف نگاہی کا زندہ
ثبوت انکا فتاوی رضویہ ہے۔ جو بڑی تقطیع
پر (۱۲) عظیم و ضخیم مجلدات پر حاوی ہے۔ قرآن
حکیم، تفہیم و ترجمانی کیلئے ان کا ترجمہ قرآن کریم
موسوم بہ کنزالایمان۔ اس قدر مقبول اور مشہور ہو
چکا ہے۔ کہ نجدی اور انکے ایجنٹ بوکھلا اٹھے ہیں۔
اور حکومت سعودیہ اور عرب ریاستوں میں اس
کے داخلہ پر پابندی لگوادی گئی ہے۔ پیش نظر کتاب
"ایک قرآن ایک ترجمہ" میں اس کے مؤلف و
مرتب اراؤ سلطان المجاہد صاحب نے کنزالایمان
اور بعض دیگر مشہور تراجم کا تقابلی جائزہ پیش کیا
ہے۔ اور قرآن کریم کی بہت سی آیات کریمہ بطور نمونہ
پیش کرکے کنزالایمان کے محاسن اور خوبیاں اجاگر
کی ہیں۔ اس فقیر نے کتاب مذکور کا پیشتر حصہ دیکھا
ہے۔ راؤ صاحب نے ملک کے اکابر علماء اور ماہرین
علوم اسلامیہ اور محققین کی آراء کو کئی مقامات

پر پیش کیا ہے۔ اور دوسرے تراجم کے مقابلہ میں
امام اہل سنت کے ترجمہ کی امتیازی خصوصیات کا
سلیس زبان میں اسطرح ذکر فرمایا ہے۔ کہ اس سے
عام مسلمان بالخصوص سکولوں اور کالجوں کے مدرسین
اور طلبہ آسانی کیساتھ فیض یاب ہو سکتے ہیں۔
راؤ صاحب نے بالخصوص ان آیات کریمہ
کا انتخاب فرمایا۔ جن کی ترجمانی کے وقت امام احمد
رضا خاں نے ترجمہ کے وقت تنزیہ باری تعالیٰ
اور عصمت و عظمت انبیاء علیہم السلام کو خاص طور
پر مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے مطابق پیش نظر رکھا
ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ وہ راؤ صاحب
کی اس محنت و کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

*

فقیر حقیر

ابوالفضل غلام علی اوکاڑوی غفرلہ

11 10/86

نماز فجر کی دو رکعت سُنت

(سنت الفجر) اوّل وقت پڑھنا اولیٰ ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ جب انسان سوتا ہے۔ شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے۔ جب صبح اٹھتے ہی وہ رب عزّوجل کا نام لیتا ہے۔ تو ایک گرہ کھُل جاتی ہے۔ اور وضو کے بعد دوسری (گرہ کھُل جاتی ہے) اور جب سُنتوں کی نیت باندھی تو تیسری بھی کھُل جاتی ہے۔
لہٰذا اوّل وقت سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے۔ "

(ملفوظات صفحہ 266)

نماز جمعہ

○ "سُلطانِ اسلام یا اُس کے نائب یا اُس کے ماذون (اجازت یافتہ) کا" (حق ہے۔ کہ وہ جمعہ پڑھائے)

○ (جہاں سُلطانِ اسلام نہ ہو)
"وہاں عالمِ دین ہی سُلطانِ اسلام ہے۔ وہ ہو یا اُس کا نائب یا اُس کا ماذون" (اجازت یافتہ)

(ملفوظات صفحہ 289)

قرآن کے صحیح اور غلط اردو ترجموں کی پہچان

آئینہ عنوانات (جلد اوّل)

		صفحہ
1۔ انتساب		7
2۔ تقدیم	اللہ اور اُسکے حبیب کے نام سے ابتداء	28
3۔ مصنّف	منزل مراد۔ اٹھارہ سال بعد	37
حصّہ اوّل (درس ۱ تا درس ۱۳)		
4۔ تبلیغی درس ۱	اللہ کا کلام	66
5۔ " "	نئی نسل میں شعور کی کمی نہیں	67
6۔ تبلیغی درس ۲	دعوتِ حق کی ابتداء قرآن سے کریں	69
7۔ " "	صحیح عقیدہ	70
8۔ تبلیغی درس ۳	مطالعہ کا فائدہ	71
9۔ "	غیر جانبدارانہ تحقیق	71
10۔ تبلیغی درس ۴	مستند اور جامع ترجمہ کی پہچان	74
11۔ " "	اب بات واضح ہو گئی	75
12۔ تبلیغی درس ۵	علماء اور مفسرین کی توہین ہمارا مقصد نہیں۔	76
13۔ تبلیغی درس ۶	فرقہ پرست افراد سے بچنے کا طریقہ	78

		صفحہ
14- تبلیغی درس نمبر 7	ترجمۂ قرآن کے تین اسلوب	80
15- " "	1- اسلوب لفظی ترجمہ	81
16- " "	2- اسلوب بامحاورہ ترجمہ	81
17- تبلیغی درس نمبر 8	3- اسلوب فطری ترجمہ	83
18- " "	عقل دم بخود	84
19- تبلیغی درس نمبر 9	ترجمہ قیامت تک کیلئے ایک سند	85
20- " "	فرق — یہ خدا کا کلام، وہ بندے کا کلام	86
21- تبلیغی درس نمبر 10	کنزالایمان سے پہلے ترجموں میں غلطی	87
22- " "	کنزالایمان کے بعد ترجموں میں غلطی	88
23- تبلیغی درس نمبر 11	تیرہ سو سالہ عظیم ورثہ	89
24- " "	اب بھی وقت ہے	90
25- تبلیغی درس نمبر 12	جواب کیلئے طاہر القادری	91
26- " "	قرآن کا انداز بیان نہ تقریری نہ تحریری	91
27- تبلیغی درس نمبر 13	اردو ترجمہ کی تاریخ	93
28- تبلیغی درس نمبر 14	مختلف ترجمے اور معتقدین	96
29- تبلیغی درس نمبر 15	مختلف ترجمے اور معتقدین	98
30- تبلیغی درس نمبر 16	قرآن کے مختلف مفہوم	102
31- " "	پہلی جماعت سے لیکر یونیورسٹی کی سطح تک لمحۂ فکریہ ہے۔	103
32- تبلیغی درس نمبر 17	تقابلی جائزہ۔ تسمیہ	108
33- "	عرفاء کے دو مقام	109

		صفحہ
34- تبلیغی درس نمبر 18	آداب الوہیت	111
35- " "	گہری حکمت کے تحت	112
36- تبلیغی درس نمبر 19	سورہ فاتحہ آیت 1	114
37- " "	عالم اور اہل عالم	115
38- تبلیغی درس نمبر 20	الحمد للہ	116
39- " "	جملہ دو قسم کا ہے	116
40- تبلیغی درس نمبر 21	سورہ فاتحہ آیت 2، 3	118
41- " "	تسمیہ اور فاتحہ میں لفظ رحمت	119
42- تبلیغی درس نمبر 22	سورہ فاتحہ آیت 4	120
43- " "	نامکمل اور ادھورے ترجمے	120
44- تبلیغی درس نمبر 23	سورہ فاتحہ آیت 5	123
45- " "	مزید حصول مراتب کی دعا	124
46- " "	اس جگہ تین درجے ہیں	124
47- تبلیغی درس نمبر 24	سورہ فاتحہ آیت 6-7	126
48- " "	ابوالاعلیٰ مودودی کی غلطی	127
49- تبلیغی درس نمبر 25	سورہ بقرہ آیت 2	130
50- " "	ذالک کی حکمت کو کوئی نہ سمجھ سکا	131
51- تبلیغی درس نمبر 26	حسی اعتبار اور رتبی اعتبار	133
52- " "	کنزالایمان تفسیروں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتا ہے۔	134
53- " "	ذالک کی معنوی مقام سے ناآشنائی کی وجہ	134

		صفحہ
54 - تبلیغی درس ۲۷	مولانا محمود الحسن خود تسلیم کرتے ہیں	136
55 - " " "	ہم ہر دور کی بلند مقام علمی شخصیت کو قدر و فخر کی نگاہ سے دیکھیں	137
56 - تبلیغی درس ۲۸	ابوالاعلیٰ مودودی کا ترجمۂ قرآن	139
57 - تبلیغی درس ۲۹	لاریب فیہ	141
58 - تبلیغی درس ۳۰	شک کی ساری نوعیتوں کا رد	143
59 - سلامِ رضا	از اعلیٰحضرت مجدد امام احمد رضا	145
حصّہ دوم (تبلیغی درس ۱ تا ۳۰)		
60 - ارشادِ خداوندی	سورہ محمد آیت ۲۴	149
61 - تم پہ کروڑوں درود	از مجدد امام احمد رضا	150
62 - ارشاد	پیرانِ پیر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ	151
63 - تبلیغی درس ۱	جسٹس پیر محمد کرم شاہ کا ترجمہ	152
64 - " " "	پیر صاحب کیلئے یہ کوئی مشکل نہیں ہے	153
65 - " " "	ثابت ہوا کہ یہ تقابلِ تراجم غیر جانبدارانہ ہے	153
66 - تبلیغی درس ۲	سورہ بقرہ آیت ۳	154
67 - تبلیغی درس ۳	سورہ بقرہ آیت ۶	156
68 - " " "	جنکی قسمت میں کفر ہے -	157
69 - تبلیغی درس ۴	سورہ بقرہ آیت ۹	158
70 - تبلیغی درس ۵	سورہ بقرہ آیت ۱۲ - 13	160
71 - تبلیغی درس ۶	سورہ بقرہ آیت 15	162
72 - تبلیغی درس ۶	سورہ بقرہ آیت 21	165

		صفحہ
73 - تبلیغی درس ۸	سورہ بقرہ آیت 45	167
74 - تبلیغی درس ۹	سورہ بقرہ آیت 48	169
75 - تبلیغی درس ۱۰	سورہ بقرہ آیت 120	171
76 - " " "	ایک عام مسلمان بھی جانتا ہے	174
77 - تبلیغی درس ۱۱	سورہ بقرہ آیت 120 (بقیہ)	176
78 - تبلیغی درس ۱۲	سورہ بقرہ آیت 143	178
79 - تبلیغی درس ۱۳	سورہ بقرہ آیت 173	181
80 " " "	اس آیت کا جب مفہوم تبدیل کر دیا گیا تو امتِ مسلمہ فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئی	182
81 - " " "	بقصدِ تقرب	183
82 - تبلیغی درس ۱۴	یہ معنی گذشتہ تیرہ سو سال میں کسی نے بھی نہ لئے تھے -	184
83 - تبلیغی درس ۱۶	دورِ حاضر کے نوجوان محقق ڈاکٹر طاہر القادری فرماتے ہیں -	186
84 - " " "	جب تک اصل ترجمہ بحال رہا امتِ کسی انتشار کا شکار نہ تھی -	188
85 - " " "	فرقہ بندی کا آغاز	188
86 - تبلیغی درس ۱۶	سورہ آل عمران 54	192
" " " "	مکر کے لغوی معنی	192
87 - تبلیغی درس ۱۷	سورہ آل عمران آیت 55	195
88 - " " "	حقیقی اور مجازی معانی کی آڑ میں بھیانک غلطیاں	196

		صفحہ
89 - تبلیغی درس نمبر 18	جسٹس پیر محمد کرم شاہ کی دلپذیر وضاحت	198
90 - تبلیغی درس نمبر 19	سورہ آل عمران آیت 119	201
91 - " " "	آؤ! اندازہ کریں مستند اور قابل اعتبار مفسرِ قرآن کونسے ہیں۔	202
92 - تبلیغی درس نمبر 20	تقابل تراجم از ڈاکٹر طاہر القادری	204
93 - " " "	اعلیٰحضرت ہم تیرے آسمان مندیں	204
94 - " " "	خدا اعلیٰحضرت کو توفیق دی۔	206
95 - تبلیغی درس نمبر 21	سورہ آل عمران آیت 140	207
96 - " " "	جسٹس پیر محمد کرم شاہ	208
97 - تبلیغی درس نمبر 22	سورہ آل عمران آیت 143	210
98 - " " "	جب کتب لغت و تفسیر	211
99 - تبلیغی درس نمبر 23	سورہ نساء آیت	216
100 - " " "	مولانا مودودی تو کچھ زیادہ ہی بے قابو	217
101 - تبلیغی درس نمبر 24	ڈاکٹر طاہر القادری کی تقریر سے اقتباس	219
102 - تبلیغی درس نمبر 25	سورہ انعام آیت 76-77	221
103 - " "	پھر وضاحت	224
104 - تبلیغی درس نمبر 26	سورہ انعام آیت 78	225
105 - تبلیغی درس نمبر 27	سورہ اعراف آیت 88	227
106 - تبلیغی درس نمبر 28	سورہ اعراف آیت 89	230
107 - تبلیغی درس نمبر 29	اعراف 99 (خدا عرش پر چڑھا)	233
108 - تبلیغی درس نمبر 30	غلطیاں دانستہ ہوئیں؟	235
109 - سلام رضا	از اعلیٰحضرت مجدد دامت احمد رضا	238

آئینہ مخلوقات

ایک قرآن ایک ترجمہ (جلد دوئم)

قرآن کے صحیح اور غلط اردو ترجموں کی پہچان

حصہ سوئم تبلیغی درس نمبر 1 تا 30

		صفحہ
1 - ارشاد خداوند	سورہ زمر آیت 22	24
2 - نذرانہ عقیدت	بحضور صلی اللہ علیہ وسلم	242
3 - ارشادات	حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	243
4 - تبلیغی درس نمبر 1	ایک بہت بڑا سوال	245
5 - " " "	فرقے کیسے بنے	245
6 - تبلیغی درس نمبر 2	سورہ اعراف آیت 157-158	248
7 - " " "	اگر صحیح ترجمہ کر دیا جاتا	249
8 - تبلیغی درس نمبر 3	لفظ اقی کا حقیقی مفہوم	252
9 - " " "	اکثر کہہ دیا جاتا ہے۔	252
10 - " " "	خدا کی قسم	253
11 - " " "	لفظ الامیون اور الامیین	254
12 - تبلیغی درس نمبر 4	سورہ انفال آیت 30	255
13 - تبلیغی درس نمبر 5	سورہ انفال آیت 64-65	258
14 - تبلیغی درس نمبر 6	سورہ توبہ آیت 67	262
15 - تبلیغی درس نمبر 7	سورہ یونس آیت 21	265
16 - تبلیغی درس نمبر 8	سورہ یوسف آیت 6	268
17 - " " "	علماء تفسیر و علماء لغت و ادب	270

آئیٹم عنوانات	20	صفحہ
18 - تبلیغی درس ۹	سورہ یوسف آیت 8	271
19 - تبلیغی درس ۱۰	سورہ یوسف آیت 24	273
20 - " " "	حضرت یوسف آمادۂ گناہ؟	275
21 - تبلیغی درس ۱۱	سورہ یوسف آیت 76	276
22 - تبلیغی درس ۱۲	سورہ یوسف آیت 95	278
23 - تبلیغی درس ۱۳	سورہ یوسف آیت 110	282
24 - " " "	تائید خداوندی سے حضور مایوس؟	283
25 - " " "	شانِ نبوت کے مربیًا خلاف	285
26 - تبلیغی درس ۱۴	سورہ رعد آیت 42	288
27 - تبلیغی درس ۱۵	سورہ الحجرات آیت 71	290
28 - " " "	مولانا مودودی کی تفسیر	292
29 - تبلیغی درس ۱۶	سورہ بنی اسرائیل آیت 71	293
30 - " " "	امام زماں مراد ہے	294
31 - " " "	لغت کے اعتبار سے غلط	295
32 - تبلیغی درس ۱۷	سورہ کہف	296
33 - " " "	محض بشر کہنا	297
34 - " " "	جمالِ الوہیت بے حجاب	298
35 - شکل کس بات میں	موازنہ (جلد اوّل حصہ دوم)	122
36 - تبلیغی درس ۱۸	سورہ طٰہٰ آیت 121	300
37 - " " "	ہمارا کہنا سچ ثابت ہوا	300
38 - " " "	حکومتِ پاکستان متوجہ ہو	301

آئیٹم عنوانات	صفحہ
39 - تبلیغی درس ۱۹	مختلف مسالک کا وجود لعنت نہیں 304
40 - " " "	کسی مسلک کے عام مسلمان سے نفرت کیوں؟ 305
41 - " " "	عام مسلمان قصوروار کیوں نہیں؟ 306
42 - " " "	رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت 307
43 - " " "	منافقت کے خلاف سینہ سپر 309
44 - تبلیغی درس ۲۰	سورہ انبیاء آیت 87 310
45 - " " "	بلکہ وہ شخص کافر ہے۔ 312
46 - تبلیغی درس ۲۱	وہ شخص قطعًا کافر ہے۔ 313
47 - تبلیغی درس ۲۲	تحقیق اور علمی وسعت بھی بے کار 317
48 - تبلیغی درس ۲۳	سورہ انبیاء آیت 107 319
49 - " " "	رحمۃ للعالمین 320
50 - تبلیغی درس ۲۴	سورہ شعراء آیت 20 324
51 - تبلیغی درس ۲۵	سورہ شعراء آیت 106 326
52 - " " "	مفتی اعظم اختر رضا خاں 331
53 - تبلیغی درس ۲۶	سورہ شعراء آیت 213 333
54 " " "	علامہ طاہر القادری 334
55 - " " "	فرقے، تفرقے اور انتشار 335
56 - تبلیغی درس ۲۷	سورہ نمل آیت 22 336
57 - تبلیغی درس ۲۸	سورہ نمل آیت 50 338
58 - تبلیغی درس ۲۹	سورہ عنکبوت آیت 48 340
59 - " " "	مولانا مودودی نے حضور کو "ان پڑھ" لکھا۔ 340

60 - تبلیغی درس ۔ 10	پھر تو تمام پروفیسر بھی "ان پڑھ"	343
61 - سلام رضا	از اعلیٰحضرت مجدد امام احمد رضا	346

جلد دوئم (حصہ چہارم)

62 - ارشادِ خداوندی	آل عمران آیت 31	349
63 - نعت	از اعلیٰحضرت مجدد امام	350
64 - منقبت غوثِ اعظم	" " "	351
65 - تبلیغی درس ۔ 1	فرقہ پرستی اور حق پرستی	352
66 - " " "	تمام مسلمانوں سے نفرت کیوں؟	354
67 - تبلیغی درس ۔ 2	سورہ احزاب آیت 45	356
68 - " " "	شاہد کا معنیٰ حاضر ناظر	358
69 - تبلیغی درس ۔ 3	سورہ احزاب آیت 45	359
70 - " " "	ہم حضور کا وجود مزار ہی میں مانتے ہیں	360
71 - تبلیغی درس ۔ 4	سورہ احزاب آیت 48	362
72 - " " "	پاکستان کا مطلب کیا	363
73 - تبلیغی درس ۔ 5	سورہ صٰفّٰت آیت 142	365
74 - تبلیغی درس ۔ 6	سورہ صٓ آیت 1	367
75 - تبلیغی درس ۔ 7	سورہ صٓ آیت 45	369
76 - تبلیغی درس ۔ 8	سورہ شوریٰ آیت 24	374
77 - " " "	حضور کیلئے مہر لگانے کا مفہوم	375
78 - تبلیغی درس ۔ 9	سورہ شعراء آیت 52	377

79 - تبلیغی درس ۔ 9	حضور کے مومن ہونے کی نفی	378
80 - تبلیغی درس ۔ 10	ترجمے ناقابلِ اعتبار ہیں	380
81 - " " "	یہ شک بھی دور	383
82 - تبلیغی درس ۔ 11	سورہ زخرف آیت 32-33	384
83 - " " "	قرآن کی مقصدیت۔ کنزالایمان کی مقصدیت	388
84 - " " "	سپریم کورٹ	388
85 - " " "	آیت کا پس منظر	389
86 - تبلیغی درس ۔ 12	قادری صاحب آپکا موقف کیا ہے۔	391
87 - " " "	ایک اہلحدیث عالم چونک اُٹھے	393
88 - " " "	سپریم کورٹ میں اعلیٰحضرت کا ترجمہ نہیں تھا۔	393
89 - " " "	اعلیٰحضرت آپکی کمالِ فہم	396
90 - تبلیغی درس ۔ 13	سورہ محمد آیت 19	398
91 - " " "	عصمتِ انبیاء کا مسلمہ عقیدہ	399
92 - تبلیغی درس ۔ 14	سورہ فتح آیت ۔ 1	401
93 - " " "	مظلوموں کے سردار یا گنہگار	402
94 - " " "	"ل" سبب کے معنیٰ میں	403
95 - تبلیغی درس ۔ 15	انگریزی محققین نے اسلئے غلطی کی	404
96 - تبلیغی درس ۔ 16	آئمہ تفسیر نے آیت کا مفہوم کیا سمجھا	409
97 - تبلیغی درس ۔ 17	" " "	412
98 - سورہ تبلیغی درس ۔ 18	سورہ نجم آیت 1	

99-	تبلیغی درس ۱۹	سورہ رحمٰن آیت ۱ تا ۴ 417
100-	تبلیغی درس ۲۰	سورہ رحمٰن آیت 33 421
101-	تبلیغی درس ۲۱	سورہ مریم آیت 2 425
102-	تبلیغی درس ۲۲	قرآنی الفاظ میں صوتی ترنم 428
103-	" " "	سورۃ تکویر آیت ۱ تا 14 429
104-	" " "	سورہ النزعٰت آیت ۱ تا ۹ 431
105-	تبلیغی درس ۲۳	سورہ بلد آیت ۱ تا 2 434
106-	تبلیغی درس ۲۴	سورہ الضحیٰ آیت 7 436
107-	تبلیغی درس ۲۵	" " 439
108-	" " "	حضور بے خبر کس سے تھے۔ 440
109-	تبلیغی درس ۲۶	سورہ کٰفرون آیت ۱ 442
110-	تبلیغی درس ۲۷	کنزالایمان کے ادبی کمالات 444
111-	" " "	ادبی اوصاف کی جھلک 445
112-	تبلیغی درس ۲۸	ترجمہ کا ترجمہ تفسیر کی تفسیر 447
113-	" " "	سورہ النّاس آیت ۱ تا 6 448
114-	" " "	سورہ بقرہ کی چند آیات کے ترجمے 449
115-	تبلیغی درس ۲۹	لفظ "النّبیّ" 450
116-	" " "	گستاخی کی نئی جسارت 450
117-	" " "	حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ 452
118-	تبلیغی درس ۳۰	غلط ترجموں کا نتیجہ 453

119-	تبلیغی درس ۳۰	اس سے آگے 456
120-	" " "	دیکھ لیے غلط ترجموں کے کرشمے 457
121-	" " "	کتاب کی آخری سطور 458
122-	" " "	کیا حق اور کیا ناحق 458
123	حرفِ آخر	160
124-	" "	موازنہ قرآن فہمی 161
125-	" "	پیارے اسلامی ساتھیو! 466
126-	لاکھوں سلام	از: حضرت مجدد امام 469
127-	ارشد القادری کی کتاب	زلزلہ — زیر و بر 470
128-	" " "	کالجوں اور یونیورسٹی کے طلبا، 473
129-	پانچ منصوبے	474
130-	پہلا منصوبہ	475
131-	دوسرا منصوبہ	تیسرا منصوبہ 476
132-	چوتھا پانچوں منصوبہ	477

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اور اُسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ابتداء

اللہ اور اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام سے اِس کتاب "ایک قرآن ایک ترجمہ" کو لکھنے کی ابتدا کر رہا ہوں۔ یہ کام ہمارے جید علمائے کرام کا ہے۔ اور میں علماء کے خادموں کا خادم بھی کہلوانے کا دعویٰ کروں تو اس قابل نہیں ہوں۔ عربی الفاظ کے معانی و مفہوم سے قطعی ناآشنا ہوں۔ بلکہ لکھی ہوئی عربی کو صحیح طور پر پڑھنے کی قدرت بھی نہیں رکھتا۔

اِس کتاب سے قبل جب میں نے دوسری کتابیں لکھنا شروع کی تھیں تو اُس وقت بھی میں نے یہی سوچا تھا۔ کہ یہ کام علمائے حق، محققین اور مفتیانِ کرام کا ہے۔ اہلِ علم ادیب و مصنف حضرات اس میدان کے اہل ہیں۔ جبکہ ناچیز تو کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ عالمِ دین، نہ ادیب، نہ تصنیف و تالیف کا تجربہ، نہ لغات و ادب سے آشنائی اور نہ الفاظ و فقرات میں دلنشین کیفیت پیدا کرنے کا فن ـــــ اس لیے کئی مرتبہ خوف کھا کر قلم اور کاغذ ایک طرف رکھتا رہا ـــــ مگر سوچا کہ جو ادیب اور مصنف نہیں ہیں ان کے بھی تو جذبات و خیالات ہیں تو کیوں نہ جو بھی ٹوٹی پھوٹی اردو مجھے آتی ہے۔ اسی کو ذریعۂ تحریر بنالوں۔

اصل حقیقت تو کتاب میں بیان کیے گئے مقصد و مدعا کی ہوتی ہے اگر کتاب کے اندر مسلمانوں کیلئے وقت کی ضرورت کے مطابق مفید اور کارآمد باتیں نہیں ہونگی تو خالی الفاظ و عبارت کا حسن کیا کرے گا۔ لہٰذا میں نے

بچوں اور نوجوانوں کا شعبہ منتخب کرتے ہوئے انکے لیے دو کتابیں "سپریم مین (SUPREME MAN)" اور "سپر مین (SUPER MAN)" چودھویں صدی" لکھنے کا آغاز کیا۔ اور دوسری کتابوں کا مواد اکٹھا کرنا شروع کیا۔ کتابیں آخری مراحل میں تھیں۔ کہ حضرت ملک شبیر محمد خاں اعوان آف کالا باغ اور مولانا عبد الحکیم شرف قادری جامعہ رضویہ لاہور اور دیگر صاحبان کی طرف سے میرے خطوط کے جواب موصول ہوئے۔ لہذا میں نے ان تمام کتابوں کا کام کچھ دنوں کے لیے ملتوی کر دیا اور وقت کی اہم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کتاب کو سب سے پہلے لکھنے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ کرنے میں دو باتیں پیش نظر تھیں۔

پہلی بات یہ کہ میں نے سوچا کہ اتنا کام تو میں کر ہی سکتا ہوں۔ کہ مختلف علمائے کرام کے تحقیقی تبصروں اور تقابلی جائزوں کو موثر ترتیب سے ایک کتاب میں جمع کر دوں۔ جب اس اہم ترین موضوع (جو آج کئی کتابوں کی شکل میں ہے) کو ایک کتاب میں اکٹھا کر کے دلچسپ اور پُرکشش شکل میں اسلامی بھائیوں کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ تو یقیناً ان کو حق تک پہنچنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ یہ کتاب سمندر میں ایک قطرہ کے برابر ہے۔ اس کا مقصد فقط یہی ہے کہ مسلمانوں کو قرآن کی طرف متوجہ کیا جائے۔ کہ وہ قرآن کے "مستند اردو ترجموں" اور "غیر مستند اردو ترجموں" کی پہچان کر سکیں ——— اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ اُن جید علماء حق اور مفتیانِ کرام کو دورِ حاضر کے اس اہم ترین موضوع پر علم اٹھانے کیلئے تیار کیا جائے۔ جو الٓمٓ سے لیکر والناس تک پورے قرآن پاک کا تقابلی جائزہ اور تحقیقی تبصرہ کا حق ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

ماہر و جید علمائے کرام کی "منظم ٹیم" ہی اتنے بڑے کام سے عہدہ برا ہو سکتی ہے۔ جب علماء کی ٹیم اس موضوع کو مکمل کرے گی تو کتاب ساٹھ (۶۰) سے بھی زیادہ جلدوں (ایک سیپارہ کی دو جلد) پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ دیکھنے میں منصوبہ پہاڑ نظر آتا ہے۔ مگر ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ اللہ کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں۔ انشاء اللہ وقت کی اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ضرور علمائے کرام میدان میں آئیں گے۔ اور اس عظیم منصوبہ پر کام شروع کر دیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میرے ذہن میں ایک عرصے سے پانچ منصوبے ہیں۔ جن کے لیے میں نے اپنی ہمت، طاقت اور استطاعت و حیثیت کے مطابق کوشش اور جدوجہد کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ پہلے منصوبہ کا تعلق میری ذات سے ہے (جس کے تحت میں کتابیں لکھ رہا ہوں۔ اور دوسرے کام کر رہا ہوں) ——— دوسرے، تیسرے اور چوتھے منصوبہ کا تعلق مؤرخین، معیشت دانوں اور سیاست دانوں سے ہے۔ ان کے ساتھ خط و کتابت جاری ہے۔

——— پانچویں منصوبہ کا تعلق علمائے حق اور مفتیانِ کرام سے ہے۔ اس ضمن میں خط و کتابت یا ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس پانچویں منصوبہ میں میرا کام تو صرف اتنا ہے کہ خطوط اور ملاقاتوں کے ذریعے علمائے حق اور مفتیانِ کرام کی اس منصوبہ کی طرف توجہ مبذول کروا تا رہوں حتیٰ کہ وہ اس منصوبہ پر رات دن ایک کر کے کام شروع کر دیں۔ اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہی دم لیں۔ ہمارے علمائے کرام کیلئے یہ پانچواں منصوبہ دراصل ایک کٹھن کام ہے۔ اور اس میں اتنی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کہ ذرا سی

احتیاطی بھی بہت دور تک نقصان دہ ثابت ہوگی ۔

منصوبہ یہ ہے ——————

دو گذشتہ کئی سالوں کی تحقیق نے دُنیائے اسلام کو چونکا دیا ہے ۔ اور یہ ثابت کر دیا ہے ۔ کہ اعلیٰحضرت مجدد امام رضا نے اپنے ترجمۂ قرآن "کنزالایمان" میں کوئی اُردو لفظ ایسا نہیں رکھا ہے ۔ جسکی کوئی خاص حکمت اور وسیع تر علمی مفہوم و معانی نہ ہوں ۔ لہٰذا قرآن مجید کے دوسرے تمام "اردو ترجموں" کے ساتھ اعلیٰحضرت کے ترجمہ "کنزالایمان" کا تحقیقی موازنہ اور تقابلی جائزہ ہونا چاہیے ۔ اور آج وقت کی اہم ضرورت ہے ۔ علمائے حق وقت کی اس ضرورت کو اگر پورا کر دیتے ہیں ۔ تو یقین کریں کہ آج کی نسل قرآن کے مطالعہ پر یوں ٹوٹ پڑے گی ۔ جس طرح کئی دن کا بھوکا پیاسا دسترخوان پر لگے کھانے پر ٹوٹ پڑتا ہے ۔ اس کام کو سرانجام دینے والے علمائے حق اور مفتیانِ کرام کی دورِ حاضر میں تو پذیرائی ہوگی ہی ۔ مستقبل کی تاریخ میں بھی ان کا نام آبِ زر سے لکھا جائے گا ۔ اور اس کارنامے پر ہر مسلمان آنکھ خوشی کے آنسوؤں سے تر ہو جائے گی ۔ اس عظیم منصوبہ پر عمل درآمد کے دوران ایک پرہیز اور احتیاط ضروری ہے ۔ ورنہ منصوبہ ناکام ہو جائے گا ۔ احتیاط یہ ہے کہ تمام تبصروں اور تحقیقی و تقابلی جائزوں میں ایک سطر بھی ایسی نہ ہو جس میں تعصب گالی گلوچ اور غیر تبلیغی الفاظ پر مشتمل تحریر کا رنگ پایا جائے ۔ بڑے صبر و تحمل سے فقط حق بیان کرنے کا مشن سامنے رکھ کر اس منصوبہ پر کام کرنا ہوگا ۔ ورنہ نئی نسل ایسے علماء اور مفتیوں کے

قریب آنے کی بجائے دُور بھاگے گی ۔ اور رسوائی الگ ہوگی ۔"

مذکورہ بالا پانچویں منصوبہ کے تحت میں نے بہت سے علمائے کرام کی خدمت میں خطوط ارسال کئے ۔ بہت سی جگہوں سے جوابات "تا حال موصول نہیں ہوئے اور ایسے علماء اور دانش ور حضرات کی کمی نہیں ۔ جنہوں نے بے حد حوصلہ افزا جواب دیئے ہیں ۔ محترم ملک شیر محمد خاں اعوان آف کالا باغ نے لکھا ۔

"..... گرامی قدر !

"..... آپکی تجویز انتہائی مستحسن ہے ۔ مجھے اس سے اتفاق ہے ۔ میں آجکل سیرتِ نبویہ کی تالیف کے سلسلہ میں مصروف ہوں ۔ فارغ ہونے پر آپ کی تجویز کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد اپنے فیصلے سے آپ کو مطلع کروں گا ۔ میری طرف سے حضرت مولانا غلام علی صاحب اوکاڑوی مدظلہٗ کی خدمت میں ہدیۂ سلام پیش کر دیجئے گا ۔"

آپ کا مخلص

شیر محمد خاں عفا اللہ عنہ

(15 - 2 - 86)

حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کا جواب بھی آیا ۔ دراصل یہی وہ خط ہے ۔ جس نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں یہ کتاب لکھوں ۔ حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری لکھتے ہیں ۔

سلامِ مسنون !

"آپ کا ارسال کردہ مکتوب موصول ہوا ۔ آپ کا منصوبہ بہت اہم ہے ۔ راقم جو کام شروع کر چکا ہے وہ دو تین سال تک پورے ہوتے نظر نہیں آتے ۔ کتنا اچھا ہو کہ آپ یہ کام کریں ۔ آپکی فکر، آپ کا

جذبہ، آپ کا رسم و لحظ اور انداز سب موزوں ہیں۔ کم از کم آپ
علماء سے رابطہ تو کر ہی سکتے ہیں ۔۔

والسلام
محمد عبدالحکیم شرف قادری
(11-2-86)

اس خط کی وجہ سے میں نے سوچا کہ مختلف علماء اپنے اپنے کاموں میں پہلے ہی مصروف ہیں۔ اور اُن کے فارغ ہونے میں کم از کم سال دو سال لگ جائیں گے۔ پھر یہ منصوبہ بذاتِ خود اتنا بڑا ہے۔ کہ اس کی پہلی جلد چھپ کر مارکیٹ میں آتے آتے دو سال لگ جائیں گے۔ لہٰذا یہ بات چار سال سے بھی دُور فاصلے پر جا پڑے گی۔ کیوں نہ اِس دوران نمونہ کے طور پر ایک کتاب میں خود ہی ترتیب دُوں۔ اِس سے ایک تو قبلہ حضرت محمد عبدالحکیم شرف قادری کی خواہش پوری ہو جائے گی۔

اور دوسرے عُلماءِ حق سے متعلق اِس منصوبے کا ابتدائی خلا پُر کرنے کی کوشش میں مجھ ناچیز کی عملی شرکت بھی ہو جائے گی۔

○

مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں بریلی شریف کو لکھے گئے ایک خط میں میں نے تقابلِ تراجم پر کام کرنے کا ذکر بھی کر دیا تھا۔ مفتی صاحب کی طرف سے جناب عبدالنعیم صاحب عزیزی ایڈیٹر "دو سنی دنیا" نے جواب دیا ہے :۔

"..... مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب بہت بہت دُعا کہتے ہیں۔ اور آپ کے کام کیلئے مبارک باد پیش کرتے ہوئے۔ اُسکی تکمیل اور کتاب کی مقبولیت کیلئے بھی دُعا کرتے ہیں"

دُعائیہ الفاظ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی طرف سے بھی موصول ہوئے ہیں"

"تقابلِ تراجم پر آپکی کاوش انشاء اللہ مقبول و محمود ہوگی"

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی "اعلیٰحضرت پر ایک کتاب "رہبر و رہنما" زیرِ کتابت ہے۔ جبکی بابت ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

"یہ (رسالہ) آرٹ پیپر پر جدید انداز میں طبع ہوگا۔ تاکہ کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ کو متوجہ کر سکے"

اِسی خط میں ڈاکٹر صاحب کا یہ انکشاف ہمارے لیے ایک خوشخبری ہے۔ کہ کراچی سے ایک صاحب تقابلِ تراجم پر پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی زبانی سنیئے :۔

"ہاں یاد آیا کراچی میں ایک پروفیسر تقابل تراجم پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔ آپکا کام اُن[1] کیلئے بہت مفید رہے گا۔ اختصر کے حوالے سے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

پروفیسر مجید اللہ قادری
4-بی ـــــ وائی۔ جے۔ روڈ، کراچی 5"

تقابلِ تراجم دراصل آج کے دور کا ایک "بنیادی شعبہ" بن کر ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ اس ضمن میں حضرت مولانا قاری رضا المصطفےٰ اعظمی خطیب نیو مومن مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی 3 سے خط و کتابت ہوئی۔ تو انہوں نے بے حد حوصلہ افزا جواب عنایت فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"زیرِ بحث موضوع کے بارے میں بارہا میں نے ارادہ کیا کہ دلجمعی کے ساتھ کچھ لکھوں۔ مگر مختلف موضوعات پر یہاں کام کر رہا ہوں۔ اس لئے تقابلِ تراجم کو شرح و بسط کے ساتھ لکھ نہیں سکا۔ بارہا امام اہلسنت

---

[1] حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اختصار سے کام لیکر یہ کتاب طلباء اور جوانوں کو قرآن کی طرف متوجہ کرنے کے لیے لکھی گئی ہے۔

اعلیٰحضرت کے ترجمہ کے نکات ذہن میں آئے - ان کو میں کہیں نوٹ بھی نہ کرسکا - البتہ میں نے یہ پروگرام بنایا تھا - کہ اعلیٰحضرت کا ترجمہ بفضلہٖ
"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - الحمد للہ رب العٰلمین سے سورہ والناس کی "س" تک اِس نیت سے پڑھوں گا کہ آیت شریفہ یا کسی جملہ کے ترجمہ کو اردو میں جب اعلیٰحضرت نے بیان کیا تو مفسرین کی کس تفسیر اور تشریح کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ترجمہ فرمایا ....."

اِسلامی ساتھیو! قرآن مجید کے اردو ترجموں پر "تقابلِ تراجم" آج ایک مستقل شعبہ کی شکل میں ہمارے سامنے آرہا ہے - یقیناً یہ وقت کی اہم ترین ضرورت بھی ہے - اور ہمارے علماءِ کرام کیلئے ایک چیلنج، ایک آزمائش اور ایک امتحان ہے انشاء اللہ ہمارے علماءِ کرام اس چیلنج کو نہ صرف قبول کریں گے - بلکہ وہ اس شعبہ میں وہ قابلِ قدر خدمات انجام دیں گے - کہ آئندہ نسلیں کوئی دقت محسوس نہیں کریں گی - کہ کنز الایمان اردو ترجموں میں واحد ترجمہ قرآن ہے - جو کہ قابلِ اعتبار، مستند، جامع اور غلطیوں سے پاک ہے -

ہر جید عالمِ دین کے ذمہ ایک پارہ لگا دیا جائے - کہ وہ اپنے دارالعلوم میں ایک مفتی اور دو علماء کو تقابلِ تراجم کا تحقیقی کام سونپ دیں - اور خود اس کام کی روزانہ نگرانی فرمائیں - اِنشاء اللہ ایک سال میں پورے قرآن مجید کا تقابلی جائزہ مکمل ہو جائے گا -

میرے پیارے اِسلامی ساتھیو!

"تقابلِ تراجم" کا کام ایک سمندر ہے - اور مجھ ایسا بے علم، گنہگار شخص اس مختصر کتاب کو سمندر میں ایک قطرہ بھی تصور کرے تو اس میں بھی مبالغہ ہوگا - البتہ بطورِ ابتداء میری حقیر ترین یہ کاوش آپ

کے سامنے ہے - اِس کتاب میں غلطیوں کو میری کم علمی اور جہالت تصور کریں - اور مجھے آگاہ فرمائیں تاکہ میں اصلاح کرسکوں - اور اس کتاب میں جو خوبیاں ہوں ان کے وہی علماء مستحق ہیں - جنہوں نے تقابلی تبصرے کئے ہیں - یا پھر حضرت مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری مستحق ہیں - جن کے حکم پر یہ کام کیا گیا ہے -

"میری خواہش ہے - تو بس اتنی

"تمام مسلمان بھائی بہنیں میری والدہ ماجدہ کی صحتِ کاملہ اور میرے والد مرحوم کی مغفرت کیلئے دعا فرمائیں ——"

ناچیز

(ارادتمند سلطان المجاہد ——— طاہری)

مُصنّف :-

منزلِ مُراد ـــــ اٹھارہ سال بعد

میرے والدین انڈیا (بلیالی ضلع حصار) سے ہجرت کرکے جب ۱۱ نومبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان پہنچے تو اُس وقت میری عمر تقریباً ایک سال تھی۔ (تاریخ پیدائش غالباً جنوری ۱۹۴۷ء ہے) اور یوں ہجرت کی سعادت حاصل کرنے والوں میں ناچیز بھی شامل ہے۔ گاؤں (گوبند پور چک بیدی تحصیل پاکپتن) کی مسجد میں قرآن مجید ناظرہ پڑھا۔ نماز میری "دو خالہ رحمت" نے یاد کرائی پرائمری اور مڈل کے بورڈ کے امتحانات میں وظائف حاصل کئے۔ جسکی وجہ سے شہر میں جاکر تعلیم حاصل کرنا آسان ہوگیا۔ آٹھویں جماعت تک دینی تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی۔ اور مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر اور مسلک کے متعلق بہت ہی کم معلومات تھیں۔ صرف اتنا جانتا تھا کہ "دو میں ایک کٹر سُنی ہوں"

میٹرک میں گیا تو تعلیم کے علاوہ دو ہی دلچسپیاں تھیں۔ پہلی یہ کہ راجپوت برادری کے ساتھی طلباء سے ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں اور ایک تنظیم کی شکل میں اکٹھے ہوتے رہتے تھے۔ دوسری دلچسپی یہ تھی کہ دین کی طرف کچھ توجہ ہوئی اور سوچنا شروع کیا۔

"دو حق پر کون ہیں"

"دو دوسروں کو بھی سنا جائے"

قاری محمد، مفتی محمود، خطیب جامع مسجد دربار بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ (۴) غلام غوث ہزاروی کو کئی مرتبہ سنا۔ ابوالاعلیٰ مودودی کے لٹریچر کی طرف توجہ ہوئی۔

جب میٹرک سے فارغ ہوا تو میرے اندر اتنی تبدیلی آچکی تھی کہ اب میں نے سوچنا شروع کردیا تھا کہ۔

"دو اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اور قرآن و سنت میں تمام شعبہ ہائے زندگی کیلئے مکمل رہنمائی اور ہدایات موجود ہیں۔ بس فرق ہمارے علماء اور محققین کی فہم و ذکاء اور تبحرِ علمی کا ہے۔ کسی نے مفہومِ قرآن و سنت کچھ سمجھ لیا ہے اور کسی نے کچھ ....."

میٹرک کی ڈیٹیل مارکس (DETAIL-MARKS) حاصل کرنے کیلئے (۱۹۶۶ء کو) ایجوکیشن بورڈ لاہور آیا۔ تو دو دن داتا دربار میں گزارے۔ اور کئی روحانی نشستوں میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔

فرسٹ ایئر میں تھا۔ کہ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی (جو اس وقت جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں تھے) نے متاثر کیا۔ غالباً آخر ۱۹۶۷ء میں جی۔ پی۔ ٹی۔ کالج آف ٹیکنالوجی بہاولپور کے "ہوسٹل ہال" میں حضرت علامہ کاظمی صاحب نے قانونِ فطرت کے موضوع پر یورپ کے مفکرین کے حوالہ جات سے ایک یادگار خطاب فرمایا۔

ـــــ خطاب اتنا علمی، جامع اور پُراثر تھا۔ کہ اُس کا نقشہ میرے ذہن سے آج تک محو نہیں ہوا ہے ـــــ

اسی دوران بہاولپور میں راؤ فضل الرحمٰن مرحوم سی۔ ایس۔ پی (ریٹائرڈ) سابق

ڈپٹی کمشنر، چوہدری طفیل محمد مرحوم سی۔ایس۔پی (ریٹائرڈ) سابق اسسٹنٹ کمشنر (جنرل)، راؤ حفیظ الرحمٰن مرحوم سابق ریاستی وزیر صحت و تعلیم، راؤ محمد اختر، ڈاکٹر عبدالمالک، راؤ محمد یوسف، قاری سردار محمد احمد اور راؤ نثار احمد سے ملاقاتیں ہوئیں ——— مرکزی انجمن ترقی مسلم راجپوتاں راولپنڈی کے صدر میجر رانا عبدالکریم، رانا عطا محمد اور رسالہ ماہنامہ "مسلم راجپوت" کے ایڈیٹر نامور اہل قلم جناب نصرتی چوہان صاحب سے رابطہ قائم ہوا۔ مرکزی انجمن راولپنڈی کی زیر نگرانی کام کرنے والی "خدمت طلباء مسلم راجپوتاں سوسائٹی" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ سوسائٹی کے پہلے صدر رانا محمد رفیق وائس پرنسپل ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ بہاول پور بنائے گئے۔ اور ناچیز کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

سوسائٹی بہاول پور کے تمام کالجوں میں زیر تعلیم برادری کے طلبہ میں کافی موثر ثابت ہوئی۔ اور بے شمار طالب علم، نوجوان اور بزرگ اس تنظیم کے ذریعے ایک دوسرے سے شناسا ہوئے۔ اور اپنے اپنے رشتہ داروں کو جاننے اور پہچاننے لگے۔ اور برادری کے بہت سے مستحق طلباء کو مالی امداد دی گئیں۔ مالی امداد دینے والوں میں راؤ فضل الرحمٰن، راؤ حفیظ الرحمٰن اور راؤ اختر پیش پیش ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں روز قیامت اجر عظیم عطا فرمائے۔ جب اس سوسائٹی کا کام طلبہ سے نکل کر برادری کے گھر گھر تک پھیلنا شروع ہوا تو موخرہ 5/69 سے اس کا نام بدل کر "انجمن اصلاح راجپوت یونین" رکھ دیا گیا۔ ایک بڑے اجتماع میں اغراض و مقاصد میں ترمیم و اضافہ کیا گیا۔ نئی تنظیم کے صدر ڈاکٹر چوہدری محمد اشرف (جو کہ آجکل میو ہسپتال میں ریڈیالوجسٹ ہیں) بنائے گئے۔ اور جنرل سیکرٹری ناچیز ہی کو منتخب کیا گیا۔

ہر مہینے مذکورہ بالا سماجی بہبود کے کام کیلئے تھوڑا سا وقت نکالنا پڑتا

تھا۔ لیکن دینی مطالعہ کا یہ حال تھا کہ مختلف مکاتب فکر کے لٹریچر میرے سرہانے پڑے ہوتے تھے۔ مگر مطالعہ کیلئے وقت نہیں تھا۔ درسی کتابوں سے ہی فرصت نہیں ملتی تھی۔ شعر و سخن میں (استاد عبدالمجید تمنا کی مدد سے) کچھ دلچسپی تھی۔ حیات میرٹھی، اور شباب دہلوی کے ہاں اور مختلف کالجوں میں منعقد ہونے والے مشاعروں[2] میں شرکت ہوتی رہتی تھی۔ چند سال کے بعد شعر کہنا چھوڑ دیئے۔ ایک دن سوچا کہ حفیظ جالندھری اور علامہ اقبال تو بننے سے رہا۔ قابلیت اور اہلیت تو عام شاعروں کے برابر بھی نہیں ہے۔ پھر وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ ——— اسی طرح افسانے، ناول اور ڈراموں سے نہ جانے کیوں نفرت ہو گئی تھی اور ہے۔ میں ان کو وقت ضائع کرنے کے مترادف سمجھتا ہوں۔ میں نے تمام شعر ملک، قوم اور دین اسلام کو سامنے رکھ کر کہے۔ بزم فروغ اردو، بہاول پور قائم ہوئی تو مجھے بزم کا جنرل[3] سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ بزم کے زیر انتظام مشاعرے منعقد ہوئے۔ کالج کے میگزین "گلستان" کیلئے عہدیداروں میں مجھے بطور سیکرٹری[4] رکھا گیا۔ "عرصہ شعر و شاعری" کے دوران میری سوچ کیا تھی۔ اس کا اندازہ اس طرح کیا جا سکتا ہے۔

(1966ء تا 1967ء)

تمنا ہے کہ جو کچھ میرے دل میں ہے سنا ڈالوں — تمنا ہے حجابات حقیقت کو اٹھا ڈالوں
تمنا ہے کہ میں جذبات مسلم کو عیاں کر دوں — تمنا ہے نہاں کوزے میں بحر بیکراں کر دوں

1۔ کاروائی مشاعرہ بعنوان "انٹر کالج بہاولپور میں بین الجامعی طرحی مشاعرہ" روزنامہ امروز مورخہ 23 فروری 1968ء

2۔ کاروائی مشاعرہ بعنوان "پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ بہاول پور میں طرحی مشاعرہ" روزنامہ امروز 17 مئی 1968ء

3۔ خبر روزنامہ امروز مورخہ 24 فروری 1968ء۔

4۔ خبر روزنامہ امروز مورخہ 3 مارچ 1968ء۔

تمنا ہے خدا کے نام پر وہ رفعتیں پا دوں — تمنا ہے ستارے آسماں سے توڑ کر لاؤں
تمنا ہی تمنا کا زمانے بھر میں جلوہ ہے — تمنا ہو رفیقِ راہ یہ میری تمنا ہے
تمنا ہے کہ جب قربانیِ انساں کا وقت آئے — تمنا ہے۔ مجاہد جان کی بازی لگا جائے

○

اللہ ہو رات دن گنگناتا رہوں — شانِ دینِ نبی کی بڑھاتا رہوں
بازوؤں کو تو دے قوتِ حیدری — بت ہر اک تیرے گرماتا رہوں
آرزو ہے مجھے زندگی دو ملے — نغمہائے محبت میں گاتا رہوں
یاد تیری ہی دل میں ہمیشہ رہے — آنکھ کو تیرا نقشہ دکھاتا رہوں
اے خدا مجھ مجاہد کو توفیق دے — تیرے احکام سب کے سناتا رہوں

○

(یا رسول اللہ)

ہم کشتیِ شکستہ پہ، اگرچہ سوار ہیں — طوفان میں کناروں کے امیدوار ہیں
تھی جستجو زمانے کو جسکی تمہی تو ہو — ساحل شناس ہونگے گو طوفان ہزار ہیں
جس نے بھی مصطفٰے کی حقیقت کو پالیا — صد مے خزاں کے اسکو پیامِ بہار ہیں
ہم پر بھی ہو نگاہِ کرم اے کرم نواز — تیرے کرم کے حشر میں امیدوار ہیں
روزِ جزا مجاہدِ عاصی کو بخشوا — دو چار نیکیاں ہیں تو بد بے شمار ہیں

○

اِدھر دین نبی کی شانِ لافانی نہیں جاتی — اِدھر مدعی خواہِ ملت کی پشیمانی نہیں جاتی
مقاصد زندگی کے منزلِ اسلام میں پالو — بشر سے ورنہ ہستی اپنی پہچانی نہیں جاتی
مجاہد ہر ترقی قوم کی خوابِ پریشاں ہے — کہ جب تک قوم کی خوئے تنا سانی نہیں جاتی

○

خدمتِ اسلام کو قوم و وطن کو یاد کر — ملک کو شیریں بنا۔ افراد کو فرہاد کر
زندگی برباد ہو کر اک بیاباں بن گئی — خونِ دل سے اسکو تو سیراب کر آباد کر
گوش بر آواز دنیا ہے تیرے ہر لفظ پر — محفلِ ہستی میں تو پیدائی روداد کر
پھول چننے ہیں۔ تو کانٹوں سے الجھنا کیا ہے — رات دن کی محنتوں سے زندگی کو شاد کر
ملتِ انساں کی کرنے مجاہد چھوڑ دے — ہاں مگر آقا سے اپنے عاجزی فریاد کر

○

شبستانِ غفلت میں اے سونے والو
گلستاں میں دیکھو۔ بہار آگئی ہے

مسلمانو! لوٹا دو پہلا زمانہ — وہ دھرا دو پہلا سنہری زمانہ
پھر اکبار بگڑی ہوئی کو بنا لو — گلستاں میں دیکھو بہار آگئی ہے
کہیں روٹھ جائے نہ فصلِ بہاراں — مجاہد نہ برباد ہو یہ گلستاں
جگر کے لہو سے بہاروں کو پالو — گلستاں میں دیکھو بہار آگئی ہے

○

میں رحم و کرم کی نظر مانگتا ہوں — گہر سے میں آبِ گہر مانگتا ہوں
میں طوفاں میں ڈھونڈتا ہوں کنارہ — میں بحرِ طلب میں بھنور مانگتا ہوں
نہیں آرزو مجھکو عیش و طرب کی — میں آہوں میں اپنی اثر مانگتا ہوں
مری آرزو بھی عجب آرزو ہے — میں فریاد سے پیشتر مانگتا ہوں

○

اس رنگ کی بہار کسی بھی چمن میں ہے — جیسی بہار دوستو۔ اپنے وطن میں ہے
ماہ و نجوم ماند ہیں ذروں کے سامنے — "ہر ذرہ آفتاب ہمارے وطن میں ہے"
لرزاں صنم کدہ ہے مجاہد کے سامنے — جوشِ جہاد آج دلِ بت شکن میں ہے

(سال ۱۹۶۸ء)

خلوص و آشتی لے کر جہانِ نو میں آیا ہوں
وفائے دوستی لے کر جہانِ نو میں آیا ہوں

مساوات و اخوت کا، محبت کا مروت کا — شرافت کا صداقت کا، میں اک پیغام لایا ہوں
سرودِ شادمانی کا، رموزِ زندگانی کا! — محبت کی کہانی کا، میں عنواں ہوں کتابوں
میں آیا ہوں گلستاں میں، سحر لیکر شبستاں میں — بھرے ہیں پھول داماں میں، بہاریں ساتھ لایا ہوں
اب انساں مسکرائے گا، خوشی کے گیت گائیگا — قدم آگے بڑھائے گا۔ اُجالے ساتھ لایا ہوں
نئی میں زندگی لیکر، شعور و آگہی لے کر — مجاہد روشنی لیکر، جہانِ نو میں آیا ہوں

○

میں مرنا ترے نام پہ سیکھ جاؤں — مری آرزو کی یہی انتہا ہے
مجاہد کا جو بھی عمل ہو خدایا — وہ تیرا ہو فرمان، تیری رضا ہو

○

پستیٔ تہذیبِ نو کو آسماں سمجھتا تھا میں — وادیٔ پُرخار کو باغِ جناں سمجھا تھا میں
کام تھا میرا ستاروں پر کمندیں ڈالنا — اپنے زیرِ پا مقامِ کہکشاں سمجھا تھا میں
میری منزل تھی سفر اک مستقل پیہم سفر — زندگی کو کارواں در کارواں سمجھا تھا میں
آہ لیکن ٹھوکریں کھا کر ہوا منزل سے دور — راہ کے پتھر کو منزل کا نشاں سمجھا تھا میں
کم نگاہی سے نہ دیکھے سینۂ گلشن کے زخم — دشمنِ گل کو چمن کا پاسباں سمجھا تھا میں
بے خودی میں اے مجاہد کیا خبر کیا کہہ گیا — "انکے افسانے کو اپنی داستاں سمجھا تھا میں"

○

جو حق آگاہ حق بیں ہو۔ وہی کردے نظر پیدا — الٰہی میری آہیں بے اثر ہیں۔ کر اثر پیدا
حقیقت کو جو تبلائے سرِ باطل کو ٹھکرائے — ضرورت ہے کہ ہو اقبال جیسا دیدہ ور پیدا

---

۱ اکل پاکستان طرحی مشاعرہ منعقدہ جی پی ٹی بہاولپور میں اس نظم کو دوم پوزیشن ملی۔
(روزنامہ امروز 68-2-23)

اندھیرے آج چھٹ جائیں سحر کا آفتاب ابھرے — یقیناً قطرۂ شبنم میں ہو آبِ گہر پیدا
مجاہد طلایعِ عزم و عمل ہے زندگی اپنی — تو آپ اپنا جہانِ نو عمل سے اپنے کر پیدا

○

بحمداللہ اب ہے شوق بیداری جوانوں میں — وہی شور و فغاں پھر آج ہونگے گلستانوں میں
چمن کی آگ آپہنچی ہے اب شاخِ نشیمن تک — ذرا باہر تو دیکھو کیوں پڑے ہو آشیانوں میں
وہ جن کے خون کو ذوقِ عمل نے گرمیاں بخشیں — "نظر آئی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں
مجاہد کیا سبب تھا۔ ڈھونڈ کر تاریخ میں دیکھو — کہ چرچا تھا مسلماں کا زمین و آسمانوں میں

○

آئے وہ میرے درد کا درماں کیے ہوئے — دشواریٔ حیات کو آساں کیے ہوئے
تنظیم و اتحاد کو، ایماں کو چھوڑ کر — کیوں پھر رہے ہو چاک گریباں کیے ہوئے
اس قومِ لازوال کی وحدت بکھیر کر — بیٹھے ہو اپنی موت کا ساماں کیے ہوئے
وہ اے مجاہد اہلِ حیاتِ دوام ہیں — جو ہیں وطن پہ جان کو قرباں کیے ہوئے

○

یہ ہے اُن جیالے جوانوں کی دھرتی
کہ جن کو زمیں آسماں جانتے ہیں

یہ دھرتی ہے۔ جس کا خدا پاسباں ہے — کہ ہر ایک جس کا جفاکش جواں ہے
یہ ہے عزم والے جوانوں کی دھرتی — کہ جن کو زمیں آسماں جانتے ہیں
وطن ہے کہ جنت بروئے زمیں ہے — بڑی دلکشا ہے۔ نہایت حسیں ہے
یہ ایمان والے جوانوں کی دھرتی — کہ جنکو زمیں آسماں جانتے ہیں
جو پہلے نہ ہرگز لڑیں گے کسی سے — خدا کے سوا کیوں ڈریں گے کسی سے
یہ ہے ان نرالے جوانوں کی دھرتی — کہ جنکو زمیں آسماں جانتے ہیں

ہمارا وطن ہے ۔ ہمارا وطن ہے — مجاہد شہیدوں کا پیارا وطن ہے ۔
یہ اللہ والے جوانوں کی دھرتی — کہ جن کو زمیں آسماں جانتے ہیں

○

اِک[1] ہم رہ دشوار سے گھبرائے ہیں — اِک وہ کہ جو منزل ہی پر ستائے ہیں
اِک ہم ہیں کہ جو عیش کے متوالے ہیں — اِک وہ کہ پہاڑوں سے جو ٹکرائے ہیں
اک ہم کہ ترقیٔ وطن کے دشمن — اک وہ ہیں کہ رنگ ان کے لہو لائے ہیں
اک ہم ہیں کہ جینے کا سلیقہ بھی نہیں — اک وہ کہ مئے تیغ و کفن لائے ہیں

○

(نوٹ :۔ سال ۱۹۶۸ء شعر و شاعری کا بھرپور سال تھا۔
تمام کلام اور نظموں سے شعر لئے گئے تو اسکی
تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی ۔ بطور نمونہ
اتنے اشعار ہی کافی ہیں)

○

(سال ۱۹۶۹ء اور اُس کے بعد)

کوئی پوچھے کہ منصور کیا ہے — ڈھونڈو ! ہم میں ہی کوئی کھڑا ہے
جس نے سب کو برابر کہا ہے — بھلا یہ بھی جہاں میں ہوا ہے
"تم بھی رکھتے ہو عزت غریبو" — کہہ کے لوگوں کو بہکا دیا ہے
اور غریبوں کے کوچہ میں جس نے — اپنی جھولی کو پھیلا دیا ہے

---

1 :۔ آل پاکستان انٹر کالجیٹ مشاعرہ (MUSICAL-CONCERT)
منعقدہ گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر (10/68 7-4) میں اِس نظم نے دوئم پوزیشن حاصل کی ۔

ہوا سے گزر کے جہاں زندگی شروع — دیکھیں کہ اہل اِلٰہی ادا کیلئے ہو کون
سولی کیلئے شیخ کا کیا خوب فیصلہ — محسن کے سوا ایسے صلہ کیلئے ہو کون
اپنے ہی بن گئے ہوں جہاں آستیں کا سانپ — غیروں میں واں اُمیدِ وفا کیلئے ہو کون

○

اگر سچ ہے ۔ "ہمیشہ دیر سے اقبال آتا ہے" — تو پھر جانے میں بھی تاخیر ہونی چاہئے اقبال
اگر سچ ہے ۔ کہ روتی آنکھ سے گردوں لرزتا ہے — یہ چشمِ تر میں بھی تاثیر ہونی چاہئے اقبال
جنونِ عشقِ احمد مصطفےٰ ہے اِس مجاہد کو — تیری شہرت یہ عالمگیر ہونی چاہئے اقبال

○

اگر عشقِ احمد سے دل آشنا ہے — تو سمجھو کہ سب کچھ مجھے مل گیا ہے
کہ خوابوں میں ہوتی رہے دید تیری — میری آرزو کی یہی انتہا ہے
مرے جسم و جاں کی متاع اللہ اللہ — وہ ہادی، برحق جو بعد از خدا ہے
میں تیرے غلاموں میں ہو جاؤں شامل — میری زندگی کا یہی مدعا ہے
وہی پیشوا، اے مجاہد ہے تیرا — کہ عشق نبی جسکے دل میں بسا ہے

○

---

1 :۔ حضرت علامہ محمد طاہر القادری (بتاریخ 23 9/82)

تعلیمی زندگی کے دوران جیسے کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ کہ سماجی بہبود کے کاموں اور شعر و سخن میں تو دلچسپی تھی مگر جب سیکنڈ ایئر میں پہنچا اور کالجوں میں طلبا یونینوں کے الیکشن ہوئے تو مجھے جنرل سیکرٹری سٹوڈنٹس یونین (جی۔ سی۔ ٹی کالج آف ٹیکنالوجی) منتخب کرلیا گیا[1]۔ کالج کی سٹوڈنٹس یونین کے ہم تمام عہدیداران سے حلف چیف جسٹس (ریٹائرڈ) شیخ انوار الحق نے لیا تھا۔ وہ اُس وقت جج تھے۔

اِن تمام سرگرمیوں اور ذمہ داریوں کے سبب میرے معمولات میں تبدیلی آنا فطری بات تھی۔ اب میں صرف درسی کتابوں کا کیڑا نہیں رہا تھا پہلی تبدیلی تو یہ ہوئی کہ میرا رجحان سیاست کی طرف ہوا۔ یہ مرحوم صدر ایوب اور گورنر موسیٰ کا دور تھا ——— سیاسی نظریوں کو جاننے کی جستجو ہوئی۔ سوچنے لگا کہ کس جماعت کا معاشی معاشرتی اور نظامِ حکومت سے متعلق "پارٹی منشور" عدل و انصاف پر مبنی ہے۔

——— دوسری تبدیلی یہ ہوئی کہ یہ معلوم کیا جائے۔ کہ ———

"برصغیر کے مسلمانوں کے مذہبی اور دینی گروہوں میں کونسا گروہ ایسا ہے جو کہ دینِ حق کے زیادہ قریب ہے ——— وہ کونسی قدآور علمی شخصیت ہے۔ جو کہ قرآن و سنت کے مفہوم کو دوسروں کی نسبت زیادہ صحیح اور بہتر سمجھ سکی ہے۔ قانونِ قدرت ہے کہ فہم و ذکاء اور بصیرت کے لحاظ سے تمام شخصیتیں برابر نہیں ہو سکتی ہیں۔ اگر تمام مفسرین اور مفتیان کا میرٹ بنا لیا جائے۔ تو لازماً ایک شخصیت سرِفہرست بھی ہوگی"

مذکورہ بالا دونوں باتوں کے حتمی نتائج پر پہنچنے کیلئے میں نے حالات کا تجزیہ کرنا شروع کر دیا۔ اور باقاعدہ مطالعہ کی ضرورت محسوس کی۔ اِسی دوران مرحوم صدر ایوب کے خلاف عوامی تحریک اٹھی۔ اور ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت

---

[1] روزنامہ امروز بتاریخ 17 مئی 1968ء

میں یہ تحریک آسمان سے باتیں کرنے لگی۔ پیپلز پارٹی نے معاشرتی اور معاشی انصاف کا نعرہ لگایا۔ اور استحصالی اور منافقانہ قوتوں کے خلاف جہاد کرنے کا اعلان کیا۔ معاشی انصاف کا مشن کوئی معمولی مشن نہیں ہوتا۔ لہٰذا پاکستان کے پسے ہوئے غریب طبقے پیپلز پارٹی کی طاقت بننا شروع ہوگئے۔ میں نے بھی پیپلز پارٹی کیلئے کام کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ پہلے طلبا میں سرگرمیاں جاری رہیں۔ پھر پاکپتن کے راؤ ہاشم خاں ایم این اے اور غلام فرید چشتی ایم پی اے کے انتخابی حلقوں میں پیپلز پارٹی کیلئے رات دن کام کیا۔

تعلیم سے فارغ ہو چکا تھا اور جنرل حبیب اللہ کے ادارے بیوجی کی خرید کردہ ستلج کاٹن ملز سے میں نے اپنی ملازمت کا آغاز کیا۔ جنرل حبیب اللہ کے بعد یہ ملز جب پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ (P.I.D.B) کے پاس آئی تو پیپلز پارٹی کی ضلعی قیادت نے ٹریڈ یونین ازم میں حصہ لینے میں دلچسپی لی۔ پیپلز لیبر یونین قائم ہوئی اور مجھے جنرل سیکرٹری[1] رکھا گیا۔ میں اُس وقت پیپلز پارٹی سب ڈویژن پاکپتن کی مجلسِ عاملہ کا ممبر[2] بھی تھا۔

جب میں نے اوکاڑہ میں ملازمت کی تو انجمن مسلم راجپوتان راولپنڈی کے مرکزی عہدیداروں سے سابقہ تعلق کے تحت خط و کتابت ہوئی تو انہوں نے اوکاڑہ میں برادری کی فلاح و بہبود کیلئے تنظیم قائم کرنے پر زور دیا۔ میں نے مختلف دوستوں اور عزیزوں سے مشورہ کیا۔ آخر ڈپٹی راؤ محبوب علیخاں مرحوم (ریٹائرڈ) مال آفیسر کے کیساتھ ایک طویل میٹنگ ہوئی۔ مرحوم نے میٹنگ میں جو موقف اختیار کیا۔ اس وقت تو مجھے اُس کی اہمیت کا احساس نہیں تھا۔ مگر آج چودہ (14) سال بعد

---

[1] ہفت روزہ طاہر لاہور جلد نمبر 4 شمارہ نمبر 8 مؤرخہ 2 جون 1974ء (صفحہ نمبر 2)

[2] روزنامہ مساوات لاہور (1974ء)

مرحوم کی دور اندیشی اور فہم و فراست یاد آ رہی ہے ۔ انہوں نے کہا تھا ۔
" اوکاڑہ میں مرکزی انجمن راجپوتان راولپنڈی کی برانچ قائم کرنے کی بجائے سنٹرل مسلم راجپوت ایسوسی ایشن (جو کہ پہلے ہی اوکاڑہ میں رجسٹرڈ ہے اور ایک راجپوت ہائی سکول کو چلا رہی ہے ۔) کو فعال اور مستحکم بنایا جائے ۔ یہ بھٹو کا دور ہے ۔ سکول اور دیگر ادارے کسی بھی وقت قومی ملکیت میں جا سکتے ہیں ۔ اور اس کے بعد مجھے ایسا لگتا ہے ۔ کہ ایسوسی ایشن کو چلانے والا کوئی نہیں ہوگا ۔ بزرگ ایک ایک کر کے رخصت ہو چکے ہوں گے ۔ لہٰذا کیوں نہ ایسوسی ایشن سے سکول کے علاوہ برادری کے دیگر فلاحی اور اصلاحی کام بھی لئے جائیں ۔"
مال آفیسر مرحوم نے کتنے پتہ کی بات کی تھی ۔ واقعی آج راجپوت ہائی سکول گورنمنٹ کی تحویل میں ہے اور راجپوت ایسوسی ایشن کا وجود برادری میں ختم ہے ۔ حالانکہ ایسوسی ایشن کو قائم و دائم رکھنے والے بہت سے حضرات (جنرل امراؤ خاں ، راؤ افضل خاں ، جنرل فرمان ، احسان اللہ خاں ، ڈاکٹر علی بہادر خاں وغیرہ) اب بھی حیات ہیں ۔ ان کیلئے ایک لمحۂ فکریہ ہے ۔ کہ سکول گورنمنٹ کی تحویل میں چلا گیا تو کیا ہوا ۔ ایسوسی ایشن تو زندہ رہنی چاہیئے تھی ۔ ایسوسی ایشن تو برادری میں ایک دوسرے سے رابطہ اور اتحاد و اتفاق قائم کرنے کے لیے بزرگوں کی دی ہوئی ایک نشانی اور وراثت تھی ۔

الغرض ڈپٹی محبوب علیخاں مرحوم اور میں نے برادری کا ایک اجلاس بلایا اور وہ " راجپوت ایسوسی ایشن " قائم کر دی گئی ۔ مختلف تقاریب اور جلسوں میں انتظام اور نظم و ضبط رکھنے کیلئے ایسوسی ایشن کے ممبروں

پر مشتمل ایک " رضا کار تنظیم " (اگدمی دل) بھی بنائی ۔ ایسوسی ایشن کے پہلے صدر ڈپٹی محبوب علی خاں مرحوم منتخب ہوئے ۔ اور جنرل سیکرٹری راقم کو بنایا گیا ۔ ایسوسی ایشن نے مرکزی انجمن راجپوتان راولپنڈی کے ساتھ مل کر برادری کے اتحاد و اتفاق اور رفاہی و اصلاحی بہت سے کام سرانجام دیئے ۔ بیوہ خواتین میں سلائی مشین کی تقسیم ، شادی غمی کے موقعوں کے لیے دریوں کا انتظام ، قبرستان کیلئے کھدائی کے اوزاروں کی فراہمی وغیرہ کے کام ہوئے ۔ $\frac{5}{7}$ 19 کو میں نے فوجی فاؤنڈیشن لائل پور کاٹن ملز میں ملازمت اختیار کر لی اور ایسوسی ایشن کا چارج اُس وقت کے جنرل سیکرٹری کو دیکر میں اوکاڑہ سے فیصل آباد منتقل ہو گیا ۔

جیسے کہ اوپر بیان کیا کہ میں نے اوکاڑہ میں کم و بیش عرصہ چار سال مختلف اوقات میں بحیثیت جنرل سیکرٹری راجپوت ایسوسی ایشن ، بحیثیت جنرل سیکرٹری پیپلز لیبر یونین ، بحیثیت ممبر مجلس عاملہ[1] پاکستان پیپلز پارٹی[2] سب ڈویژن پاکپتن شریف کام کیا ۔ اس دوران مشہور عالم دین ابوالبیان حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی کے جمعہ کے خطبات اور دیگر اجتماعات میں اُن کے مدلل بیانات و افکار سے کافی مدد ملی ۔

میں اپنے نام کے ساتھ " اگڑی " لکھتا تھا ۔ کھدر لباس والے مرحوم رانا غلام صابر رحمۃ اللہ علیہ سدا بہار ممبر اسمبلی اوکاڑہ (رانا اکرام ربانی کے والد)

---

[1] ۔ مجھے ان سرگرمیوں ، عہدوں پر آج کوئی فخر نہیں ہے ۔ یہ سب کچھ محض اس لیے تحریر کیا گیا ہے کہ ناچیز نے ماضی میں وقت ضائع کر کے جو ٹھوکریں کھائیں اور تجربات حاصل کیے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و حضور کے صدقے سنبھلنے کی توفیق ملی اُس کا ذکر کیے بغیر پوری حقیقت حال سامنے نہیں آ سکتی تھی ۔

[2] ۔ پیپلز پارٹی کے اس دور کے رہنماؤں کے نام اور اُن سے میرا تعلق و واسطہ کو اس کتاب میں بیان کرنے کا کچھ فائدہ نہیں ہے ۔

سے بھی اس لفظ پر بحث ہوئی تھی (آج بھی میرے نام کے ساتھ "اراؤ"
میں پہلا حرف "الف" سے مراد "اگڈی" ہے "اراؤ" یعنی
"اگڈی راؤ" اگڈی کے معنی "آگے بڑھ کر کام کرنے والا" کے ہیں۔
بعد میں مجھے علم ہوا کہ پیپلز پارٹی کے دور میں بعض اسلام پسند اور دیگر
مہربان "اگڈی" کے معنی کامریڈ کرتے رہے اور یوں مجھے سوشلسٹ
اور کمیونسٹ سمجھتے رہے (چند اسلام پسند جماعتیں ایسی ہیں۔ کہ
انہوں نے اپنی مذہبی چودھراہٹ دکھانے کیلئے یہ اصول بنایا ہوا ہے
کہ جو بھی اُن کا مخالف ہے اور تھوڑی سی بات معاشی انصاف کی کر
دیتا ہے تو وہ اُسکو "سوشلسٹ" قرار دے دیتے ہیں) اُس دور کی
میری ایک حسب ذیل تحریر سے شاید یہ اندازہ ہو کہ میں کیا تھا۔ جو کہ تقریباً
چودہ سال قبل روزنامہ مشرق[1] میں "ماضی نے حال کو اخلاقی جراثیم دیئے
ہیں" کے عنوان سے نمایاں جگہ (رنگین صفحہ آخری) پر شائع ہوئی تھی

"معاشرہ میں جدید طریقے اور رنگ ڈھنگ، جن کی اساس عریانی
فیشن پرستی، ہوس زر، آوارگی اور حسن و عشق ہے۔ کو دوزاویہ نگاہ
سے دیکھا جائے تو اصل صورت حال سامنے آجاتی ہے۔

اوّل :۔ جب یہی طور طریقے آزاد اور بے دین افراد میں پائے جائیں
تو یہ ان کے لیے ترقی و خوشحالی کی منازل طے کرنے میں مددگار
و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اور حسن و عشق، عریانی و فیشن پرستی
اور شراب نوشی ان کے لیے تسکین روح کا ذریعہ ہوتی ہے۔

دوئم :۔ اگر یہی طور طریقے اور رنگ ڈھنگ "اصولوں کے پابند" اور
"غیرت شناس دین دار" افراد میں مروج ہونا شروع

---

[1] روزنامہ مشرق لاہور صفحہ آخری مؤرخہ 17 دسمبر سنہ 1972ء

ہو جائیں۔ تو نہایت بدترین معاشی بگاڑ کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔
اور دنیاوی و روحانی اور دنیاوی سکون تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔
اور معاشرہ افراد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لاعلاج روحانی امراض میں
مبتلا ہو جاتے ہیں" .....

....."قیام پاکستان کو ابھی پچیس چھبیس سال ہوئے ہیں۔ پاکستان میں پیدا ہونے
والا بچہ ابھی تک تعلیم و تربیت کے مراحل سے پوری طرح فارغ نہیں ہوا
ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اب تک معاشرہ کی قیادت نئی نسل
کی بجائے ہمارے بزرگوں کے ہاتھ میں رہی ہے۔ اور وہ تمام
برائیاں جنہیں ہمارے معاشرہ میں آزادی کے ساتھ پروان چڑھنے کا
موقع دیا جاتا رہا۔ ہمارے بزرگوں کی کوتاہی کا جیتا جاگتا ثبوت
ہیں ـــــ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ ایک طرف ہمارے بزرگ معاشرتی بگاڑ
کی تمام تر ذمہ داری نئی نسل پر ڈالتے ہیں اور دوسری طرف غیر ممالک کی
عریاں فلمیں، فحش کتابیں اور "برہنہ ثقافتی پروگرام" کی ترقی کے لیے
سرکاری خزانے سے کروڑوں روپیہ خرچ کئے جانے کی منظوری
دیتے رہے ہیں۔ ایک طرف نوجوانوں کو ماڈرن بننے سے گریز کرنے
کی تلقین کی جاتی ہے۔ اور دوسری طرف فحش اور بے مقصد پروگراموں
کے لیے) ریڈیو، ٹیلی ویژن اور سینما گھر قائم کر دیئے ہیں۔ جن کے
ذریعے نت نئی عریانی اور فیشن پرستی کی ترغیب دی جاتی ہے"۔.....

"کیا ہمارے ریڈیو سٹیشن، ٹی، وی، سینما گھر اور اخبارات
و رسائل ہماری تہذیب و ثقافت کی ترجمانی کرتے

ہیں[1] ؟ اور کیا ان قومی اداروں کی بوگس اور فحش پالیسی نئی نسل نے مرتب کی ہے ؟ ان باتوں کا جواب ہمارے بزرگوں کے پاس سوائے خاموشی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جب مذکورہ اداروں کے پروگرام اور پالیسیاں نئی نسل کے ہاتھوں مرتب و طے نہیں ہوئی ہیں۔ تو پھر معاشرتی برائیوں کے ذمہ دار نئی نسل کے سر تھوپنے کا جواز کس قاعدے کلیے کے تحت پیدا ہوتا ہے[2]۔"

"درحقیقت معاشرتی برائیوں کے افتتاح کا سرخ فیتہ ہمارے بزرگوں نے اس دن کاٹ دیا تھا۔ جس دن وہ انگلینڈ سے نہ صرف فارغ التحصیل ہو کر وطن واپس آئے بلکہ اہالیانِ وطن کے لیے مغربی طور طریقے اور رکھ رکھاؤ کا وہ مجموعہ "تحائف" بھی اپنے ساتھ لائے۔ وطنِ عزیز کے سادہ لوح عوام اور نیم تعلیم یافتہ طبقہ نے قوم کا عظیم سرمایہ سمجھ کر ان نام نہاد بزرگ و بڑیروں کے دامِ جال کو قبول کر لیا۔ جب وہ عوام کے منہ میں لگام ڈال کر ان کی گردن پر سوار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اور جب عوام کی نکیل کی رسی انہوں نے اپنے عیاش ہاتھوں

1۔ ٹی۔ وی کے ڈراموں اور فلموں میں شادی سے پہلے لڑکا لڑکی کا ناچنا گانا سرِ عام ملنا اور دوسرے ایسے شعار کردار ایسے ہیں کہ پاکستان کے چاروں صوبوں کی کسی بھی تہذیب اور قوم میں یہ رسم و رواج موجود نہیں ہیں۔ جب یہ باتیں پاکستان کے کسی بھی علاقہ یا گروہ کی تہذیب میں نہیں پائی جاتی ہیں تو پھر قومی ذرائع ابلاغ سے رات دن اس کا پرچار کیوں؟

2۔ مقصد یہ ہے کہ بے پردگی، عریانیت اور آزادگی کو ختم کرنے کی ذمہ دار حکومت ہے۔

میں تھما دی۔ تو پھر انہوں نے جدید ترقی و خوشحالی اور مختلف قسم کے اسلامی نام دے کر وہی "مجموعۂ تحائف" جو وہ مغرب سے لائے تھے۔ عوام کو پیش کیا۔ عوام نے "جدید ترقی" کے لیبل لگے ہوئے تحائف کے پیکٹ کو کھولا تو اس میں ہزاروں نایاب اشیاء برآمد ہوئیں۔ جن میں عورت (بطورِ شمعِ محفل) شراب، فیشن، عریانی، بے حیائی اور فحاشی جیسی "انمول" چیزیں بھی موجود تھیں۔ ان تمام اشیاء پر اسلامی رنگ و روغن کر کے اس طرح چمکا دیا گیا تھا۔ کہ عوام ان کے محرکات کی تہہ تک پہنچنے سے قاصر تھے۔ جب ان تحائف کو عوام میں تقسیم کرنا شروع کیا گیا تو عوام نے پہلے تو ہچکچاہٹ محسوس کی۔ لیکن نکیل کے مسلسل جھٹکوں سے مجبور ہو کر بالآخر تحائف کی تقسیم کی مخالفت ترک کر دی۔ اس طرح ہمارے "نجات دہندوں" نے شب و روز کی تھکا دینے والی محنت سے یورپ کے تحائف گھر گھر پہنچا دیئے۔ اور جو دور دراز کے علاقوں میں کچھ گھرانے بقایا رہ گئے تو وہاں تک مذکورہ بالا تحائف کو پہنچانے کے لیے ہمارے بزرگوں (مغرب پرست حکمرانوں) نے کروڑوں روپوں کے بجٹ سے پروگرام اور منصوبے تکمیل دیئے[2]۔

جن دینی امور پر میں نے مطالعہ جاری رکھا ہوا تھا۔ اوکاڑہ میں میرے قیام کے آخری سال سے ذرا پہلے (1977ء) میں میرا مطالعہ مکمل ہو گیا۔ اور میری دنیا ہی بدل گئی۔ شب و روز کے تجربوں، حالات و واقعات کے تجزیوں اور گذشتہ آٹھ سال سے جاری مطالعہ سے جو نتائج اخذ ہوئے وہ یہ تھے۔

1۔ یعنی نام اسلام کا لیا جا رہا تھا۔ اور اسلام کا ان باتوں سے دور کا واسطہ نہ تھا۔

2۔ یعنی سینما، مخلوط تعلیم، آرٹس کونسلیں، ثقافتی پروگرام اور وفود، ماتھیٹر پروگرام وغیرہ۔

کو خیرباد کہہ دیا۔

اب میں پندرہویں صدی کے ایک مستند و ممتاز محقق، مفکر اور مفسر کی جستجو میں رہنے لگا۔ میں نے مختلف مذہبی و دینی شخصیتوں کی چھان بین شروع کر دی۔ اور ہر نئے چہرے کی تحقیقی اور فکری صلاحیتوں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ اس دوران مختلف حلقوں میں پروفیسر محمد طاہر القادری کا ذکر سنا۔ اس وقت وہ لاہور منتقل ہو چکے تھے۔ میں نے ان کی کتابوں میں دلچسپی لی۔ میڈیکل کالج میں جماعت اسلامی خیال کے ایک پروفیسر ہیں۔ انہوں نے بھی علامہ محمد طاہر القادری کی تعریف کی۔ ساہیوال میں "کنز الایمان اور اسکی فنی حیثیت" (بتاریخ ۲۳/۹/۸۲ ساہیوال) کے موضوع پر انکے خطاب نے تو مجھے بے حد متاثر کیا۔ الغرض علامہ محمد طاہر القادری کے متعلق جتنی معلومات حاصل کرتا گیا اتنا ہی انہیں ہمہ صفت موصوف پایا۔

جب پہلے دن وہ ٹیلیویژن پر خطاب فرما رہے تھے۔ اسی دن میں نے انکے مشن سے وابستہ ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ ایک شام ملاقات کیلئے لاہور گیا۔ ملاقات نہ ہو سکی پھر سوچا کہ جب ایک ادارہ سے وابستہ ہونے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے۔ تو پھر ملاقات کر کے اہمیت جتانے کا کیا مقصد؟..... ایک دن لاہور گیا۔ اور ادارہ منہاج القرآن کی رفاقت حاصل کر لی۔

اس سے پہلے میں کبھی کسی دینی ادارہ کا باضابطہ ممبر یا رکن نہیں بنا تھا۔ گو میں ادارہ مرکزی مجلس رضا لاہور سے پوری طرح متفق تھا۔ مگر وہ کتابیں شائع کرنے کی حد تک ایک محدود ادارہ تھا۔ لہٰذا ادارہ منہاج القرآن میں شمولیت کے بعد میں نے دوسرے نمبر پر مرکزی مجلس رضا میں شرکت کو ترجیح دی۔

"جنون کی تو پھر بھی کوئی حد ہوتی ہے مگر جو محبت محمد طاہر القادری اور ادارہ

منہاج القرآن سے مجھے ہے۔ شاید اسکی کوئی حد نہیں ہے ـــ اور یہی چیز میں نے دوسرے رفقاء میں دیکھی ہے"

مختصر یہ کہ میں نے اٹھارہ سال کا طویل سفر طے کر کے "ادارہ منہاج القرآن" سے وابستگی اختیار کی۔ ماضی کے دشوار گذار مرحلوں کے دوران بڑی بڑی ٹھوکریں کھائیں اور زندگی کئی مرتبہ تاریکیوں میں ڈوبتے ڈوبتے بچی ـــ خدا کا شکر ہے کہ آج قلب و ذہن شاداں و مطمئن ہے۔ اور ادارہ منہاج القرآن کے بلند پلیٹ فارم سے منزل مراد صاف نظر آ رہی ہے ماضی کے تلخ و شیریں تجربوں اور مشاہدوں سے جو کچھ حاصل ہوا۔ میرا خیال تھا کہ اس میں چیدہ چیدہ موضوعات روزنامہ جنگ اور روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوں۔ مگر قومی اخبارات کی حالت کا اندازہ لگائیے۔ کہ ڈاکٹر اسرار احمد جیسے مشہور دانشور نے اپنی تحریر "استحکام پاکستان" کو اخبار میں شائع کروانے کیلئے کیا طریقہ اختیار کیا۔ ورنہ شاید یہ تحریر قومی اخبار میں نمایاں جگہ حاصل نہ کر سکتی۔ حالانکہ ڈاکٹر اسرار احمد مشہور صحافی الطاف حسین قریشی کے رشتہ داروں میں سے ہیں اور صحافت کے میدان میں "قریشی برادران" کی اہمیت کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اس کے باوجود ڈاکٹر اسرار احمد کی تحریر اخبار میں کیسے شائع ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کی زبانی سنیئے۔

* رفیق گرامی شیخ جمیل الرحمٰن صاحب کے دیرینہ تعلقات اور نوجوانی کے دور کے محبت و رفاقت کا رشتہ میر خلیل الرحمٰن صاحب سے تھا۔ انہوں نے میر صاحب

سے وعدہ حاصل کرلیا۔ کہ یہ مضامین (استحکام پاکستان کے موضوع پر) ہر جمعہ کو لازماً جنگ کے جملہ ایڈیشنوں میں بیک وقت شائع ہوں گے۔ میں میر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنے اس عہد کو پوری طرح نباہا،،[1]

ڈاکٹر اسرار احمد کے بڑے بھائی اظہار احمد قریشی (میرے قابلِ احترام جنرل منیجر قبلہ سید انور علی شاہ بخاری کے گہرے دوست ہیں یہ اظہار صاحب کی "مہربانی ہے کہ مجھ ایسے گنہگار کو بھی اپنا "پیارا دوست" سمجھتے ہیں۔ اور جنکی "قریشی کنسٹرکشن کمپنی" تعمیرات کے کام کرنے میں مشہور ہے) نے کتاب "استحکام پاکستان" کی ایک کاپی ناچیز کو بطورِ تحفہ ان الفاظ کے ساتھ ارسال کی ہے۔

"PRESENTED TO DEAR FRIEND RAO SULTAN MUHID, TEXTILE MILLS OKARA, THIS WRITING OF MY YOUNGER BROTHER"

استحکامِ پاکستان کے عنوان سے تحریروں کا سلسلہ جب روزنامہ

---

[1] کتاب "استحکام پاکستان" ص 4 از ڈاکٹر اسرار احمد۔

جنگ میں شائع ہوا۔ تو اس پر بہت سے تنقیدی مضامین بھی شائع ہوئے۔ جن میں پروفیسر وارث میر اور عبداللہ ملک کے مضامین انتہائی سخت تھے۔ اور "استحکام پاکستان" پر بحث کی آڑ میں ہر دو معزز صحافیوں نے اسلامی نظام کی مخالفت پر اپنا زورِ قلم استعمال کیا (حالانکہ تحریر "استحکام پاکستان" میں بہت سی باتیں خلاف حقیقت بھی ہیں۔ ان پر زورِ قلم استعمال کرنا چاہیئے تھا) میں نے ہر دو صحافیوں کے مضامین پر اپنا نقطۂ نظر تحریر کیا۔ اور میں نے اپنی دونوں تحریریں (مؤرخہ 6 6/87 اور 13 6/87) روزنامہ جنگ لاہور اور روزنامہ نوائے وقت لاہور کو ارسال کردیں۔ مجھے اُمید نہیں کہ دو قومی اخبارات "میری تحریروں کو شائع کرکے وارث میر اور عبداللہ ملک کی ناراضگی مول لیں گے۔ بہرحال میں نے اپنا فرض ادا کردیا ہے[1]

ہاں تو بات یہ ہو رہی تھی کہ میں نے قومی اخبارات کے ذریعے اپنی تحریروں کی اشاعت کا ارادہ کیا۔ لیکن لمبی چوڑی تحریروں کی اخبارات میں اشاعت ناممکن ہے۔ لہٰذا فیصلہ یہ کیا کہ اپنے خیالات کا اظہار موضوع کے لحاظ سے مختلف کتابوں کے ذریعے کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اگر کتابوں میں مفید اور کارآمد مواد موجود ہوا۔ تو انشاء اللہ اُسے مسلمان مطالعہ کے لیے منتخب کریں گے۔

اسی جذبہ کے تحت (لکھنے لکھانے سے قطعی ناآشنا ہونے کے باوجود) میری پہلی کاوش "قرآن کے صحیح اور غلط اردو ترجموں" کی پہچان مسلمانوں کے سامنے ہے۔

خدا ہم سب کو توفیق دے کہ جو حق بات ہو ہم اُسی کو تسلیم

---

[1] ادارہ جنگ نے میری دو تحریروں میں سے (عبداللہ ملک کے مضمون پر مبنی) ایک تحریر ان الفاظ کے ساتھ واپس کردی ہے۔
"آپ کا مضمون واپس ارسال ہے۔ افسوس ہے کہ ہم اس سے استفادہ نہیں کرسکتے"

کریں ۔ "حق شناسی" ، دراصل منزلِ مراد پا لینے کا ایک سرٹیفکیٹ ہوتا ہے ۔

—— آؤ ! عہد کریں کہ ہم "حق شناس" بنیں گے ۔
تاکہ خدا ہم پر راضی ہو جائے ۔ اور
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا خلقِ شفاعت
ہمیں نصیب ہو جائے ۔
آمین ! ——

۴ ، رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

---

۱۴ ، مئی ۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک

سلطان صفحات
۱۴/۵/۸۶

سلطان مجاہد طاہری
سینئر سول انجینئر ۔ او ۔ ٹی ۔ ایل
—— اوکاڑہ

ایک قرآن ایک ترجمہ

(موضوع)

"قرآن مجید کے صحیح اور غلط اردو ترجموں کی پہچان"

جلد اوّل

(حصہ اوّل و دوئم)

خطیب حضرات اور والدین سے گذارش

(1)

کتاب "ایک قرآن ایک ترجمہ" دو جلدوں اور چار حصوں (ہر جلد میں دو حصے) پر مشتمل ہے۔ اور ہر حصہ میں تیس تبلیغی درس ہیں۔ کل درس ۱۲۰ ہیں۔ اپنے گھر میں یا محلہ کی مسجد میں روزآنہ ایک درس پڑھا جائے تو چار ماہ میں یہ کتاب ختم ہو سکتی ہے۔

(2)

یہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ کہ چاند کی پہلی تاریخ کو تبلیغی درس ۱/۲، دوسری تاریخ کو تبلیغی درس ۱/۲ اور اسی طرح باقی درس پڑھے جائیں۔ اگر چاند ۲۹ کا ہو تو ۲۹ کے بعد پہلی تاریخ کو تبلیغی درس ۱/۲ اور ۱/۲ (یعنی دو درس) پڑھ لیے جائیں۔ تاکہ تاریخوں کی کمی بیشی کا حساب برابر ہو جائے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ چاند کی جو بھی تاریخ ہو۔ تبلیغی درس کا وہی نمبر ہو۔ اس طرح سننے اور سنانے والوں کو احساس رہیگا کہ آج چاند کی تاریخ کونسی ہے۔ اور سنائے جانے والے درس کا نمبر کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ جل جلالہٗ

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(سورہ انبیاء آیت 7)

ترجمہ

اے لوگو!
علم والوں سے پوچھو
اگر تمہیں علم نہ ہو

نذرانۂ عقیدت بحضور صلی اللہ علیہ وسلم

(از :- اعلیٰحضرت مجدد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں۔
ترے دن اے بہار پھرتے ہیں۔
جو ترے در سے یار پھرتے ہیں۔
در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں۔
آہ کل عیش تو کیے ہم نے۔
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں۔
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں۔
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں۔
جان ہیں جان کیا نظر آئے۔
کیوں عدو گرد غار پھرتے ہیں۔
لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر۔
لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں۔
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا۔
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں۔

ارشاد

حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(از کتاب فتح الربانی صفحہ 141-25-137)

علم عمل کیلئے بنایا گیا ہے۔ صرف یاد کرنے اور مخلوق کو سنانے کے لیے نہیں ہے۔ علم پڑھ اور عمل کر۔

مذہب کے بارے میں بے جا تعصب کو ترک کر اور ایسے کام میں لگو جو تمہیں دنیا اور آخرت میں نفع دے۔

دل وعظوں سے غیر حاضر رہ کر اندھا ہو جاتا ہے

تبلیغی درس نمبر ۱ (حصہ اوّل)

اللہ کا کلام

اللہ کا کلام قرآن مجید ہے۔ ہمیں تمام رہنمائی اسی سے ملتی ہے۔ دینِ اسلام ہے کہ۔

ہم قرآن کی آیات و عبارات کے "صحیح مفہوم و معانی" پر ایمان لائیں۔

* جب ہماری قرآن فہمی صحیح ہو جائے تو پھر اُس کے مطابق ہمارے اعمال و افعال ہوں۔

آج اُمّت مُسلمہ میں جتنے فرقے اور گروہ موجود ہیں۔ یہ سب "قرآن فہمی" میں فرق کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ تمام مسلمان فرقوں کا قرآن ایک ہے۔ اُسکی آیات اور عبارات ایک ہیں۔ بلکہ زیر زبر تک فرق نہیں ہے پھر مسلمانوں میں گروہ اور فرقہ بندی کیوں ہے۔ وجہ یہی ہے۔ کہ کسی نے قرآن کی آیات کا مفہوم کچھ سمجھا ہے۔ اور کسی نے کچھ سمجھ لیا ہے۔

آج کے بچے اور نوجوان سخت پریشان ہیں۔ کہ وہ کونسے اسلام کو مانیں۔ اور قرآن کے کونسے مفہوم و مطالب کو درست تسلیم کریں۔ آج کے نوجوان کے سامنے قرآن مجید کے بے شمار "ترجمے" اور تفاسیر ہیں۔ ہر ترجمہ کرنے والے اور تفسیر لکھنے والے عالم دین کے پیروکاروں کا دعویٰ ہے کہ ان کا راستہ اور ترجمہ و تفسیر صحیح ہے۔ اور ان کا گروہ حق پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے نوجوانوں کی اکثریت اسلام سے بددل ہوتی جا رہی ہے۔ ہم تجربہ کے طور پر آج کی نئی نسل سے بات تو کر کے دیکھیں۔ وہ فوراً ایک ہی جواب دیتے ہیں "بھائی ہم کس گروہ کو صحیح تسلیم کریں۔ ہر گروہ اپنے

آپ کو برحق کہتا ہے۔ اسلام تو مولویوں کے کھانے پینے کا دھندہ ہے"

مسلمان بھائیو! اگر ہم آج کی نوجوان نسل کو مطمئن نہ کر سکے تو پھر دین اسلام کاغذوں اور کتابوں میں ہی رہ جائے گا۔ اور نئی نسل کی اکثریت اس پر عمل کرنے سے انکاری ہو جائے گی۔ نئی نسل کو تباہی سے بچانے کیلئے ہمیں سب سے پہلا قدم یہ اٹھانا ہوگا کہ کم از کم قرآن پاک کے ایک ترجمہ و معانی پر تو متفق ہو جائیں۔ بعض لوگ اسکو ایک ناممکن امر گردانتے ہیں۔ مگر آج کے پڑھے لکھے دور میں کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔ فرقہ واریت کی ہوا پھیلانے والے افراد سے فیصلہ کروانے کی بجائے ہم خود ہی کیوں نہ قرآن مجید کے تمام ترجموں کو سامنے رکھیں۔ ان کا تقابلی جائزہ لیں۔ اور اُن کے معانی و مطالب اور مفہوم کا غیر جانبداری کے ساتھ موازنہ کریں۔ اور قرآنی آیات کا جو ترجمہ اور مفہوم خامیوں اور غلطیوں سے پاک ہو۔ اور مستند، معیاری اور دوسرے ترجموں سے ممتاز ہو۔ اُس کو ہم نوجوان نسل کے سامنے پیش کر دیں۔

نئی نسل میں شعور کی کمی نہیں

نئی نسل میں شعور کی کمی نہیں۔ اگر اُس کے سامنے سادہ اور آسان الفاظ میں وہ تمام تفصیلات رکھ دی جائیں۔ جو کہ قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر میں فرق پر مشتمل ہیں۔ اور نوجوان نسل کو یہ بتا دیا جائے کہ قرآن حکیم کے تمام ترجموں میں سب سے بہتر، معیاری مستند اور غلطیوں سے پاک ترجمہ کونسا ہے۔ اور باقاعدہ تجزیہ کر کے اور تقابلی تبصروں کے ذریعے یہ بات سمجھا دی جائے کہ قرآن مجید کے بے شمار اردو ترجموں کا آپس میں کیا فرق ہے۔ کونسے ترجمے صحیح ہیں اور کونسے ترجمے ایسے ہیں جو کہ صحیح مفہوم و مطالب بیان نہیں کر سکے ہیں۔ تو یقین کریں کہ آج کی نسل دینِ اسلام

اور قرآن کو سمجھنے کیلئے بے تاب ہو جائے گی ـــــ نئی نسل کو گمراہ اور شعور سے تہی دامن قرار دیکر ہم دینی تبلیغ دو غلط کے فریضہ سے سبکدوش نہیں ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا دین کی تبلیغ کا دعویٰ کرنے والے ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہم دین کی تبلیغ کا انقلابی طریق کار اپنائیں۔ اور اُس کے تحت سب سے پہلے نئی نسل اور نوجوانوں کو صحیح "قرآن فہمی" کی ضرورت سے آگاہ کریں۔ اور ہم فرقوں اور گروہوں سے بالاتر ہو کر صرف حق اور سچ کیلئے نئی نسل کے ایک ایک فرد تک پہنچ کر آج کے دور کے مطابق اسکو "دعوتِ حق" دیں۔

تبلیغی درس ۲ (حصہ اوّل)

دعوتِ حق کی ابتداء قرآن سے کریں

مسلمان ساتھیو! آؤ ہم دعوت حق کی ابتداء قرآن سے کریں۔ اور نئی نسل کو ہم یہ یقین دلا دیں کہ قرآن میں کوئی کمی، بیشی اور تضاد نہیں ہے۔ فرق اور تضاد اگر ہے تو وہ قرآن کی آیات کا مفہوم و مطلب سمجھنے والے علماء و مفسرین کی فہم و ذکاء میں ہے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم قرآن پاک کے "اردو ترجموں" کا آپس میں موازنہ کر لیتے ہیں۔ "اردو ترجموں" میں جو فرق ہے اُس کا تجزیہ کرتے ہیں اور تقابلی جائزہ لے لیتے ہیں۔ جس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے گا۔ اور پتہ چل جائے گا۔ کہ کس ترجمہ کرنے والے نے کہاں کہاں غلطی کی ہے۔ اور کس مترجم نے کہاں کہاں صحیح ترین مفہوم بیان کیا ہے ـــــ کونسا مترجم کہاں کہاں غلط فہمی کا شکار ہو کر قرآنی آیات کا غلط مفہوم بیان کر بیٹھا ہے۔ اور کونسا مترجم تمام اصولوں اور ضابطوں پر پورا اترتے ہوئے قرآنی آیات کے صحیح اور مستند معانی بیان کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔

انشاء اللہ ہم نے اس کتاب میں یہی حقیقت تلاش کرنی ہے۔ جذبہ صادقہ ہو تو یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔ قرآن پر ہمارا عقیدہ درست ہو جائے تو سمجھ لیں کہ ہم منزل مراد کی پہلی سیڑھی پر چڑھ گئے ہیں۔ پھر صرف عمل باقی رہ جائیگا۔ اور عمل وہی مقبول ہے۔ جو صحیح عقیدہ کے تحت کیا جائے۔ اگر ہمارا عقیدہ صحیح ہو جائے تو ہمارا عمل بھی صحیح ہو جائے گا۔ اگر عقیدہ ہی صحیح نہ ہوگا تو عمل کہاں صحیح ہوگا۔

صحیح عقیدہ

یوں تو ہم یہی کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیمات پر ہمارا عقیدہ ہے لیکن قرآن کے کس مفہوم پر ہمارا عقیدہ ہے۔ قرآن کا ایک مفہوم تو مرزا غلام احمد قادیانی نے بیان کیا ہے۔ قرآن کا مفہوم تو غلام احمد پرویز نے بھی بیان کیا ہے ——— کیا جو بھی ہمارے سامنے قرآن کا مفہوم اور ترجمہ آجائے اُس پر ہم آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئیں گے۔ ہرگز نہیں ——— صحیح عقیدہ یہ ہے کہ ہم قرآن مجید کے ایک ایسے ترجمہ و تفسیر کی تلاش کریں۔ جو کہ تمام اردو ترجموں میں مستند و ممتاز اور غلطیوں سے اور خامیوں سے پاک ہو۔ دینِ اسلام کے متعلق ہمارے دوسرے تمام عقائد خواہ کتنے ہی معیاری کیوں نہ ہوں۔ جب تک ایسے قرآن پاک کو ہم اپنی زندگی کا ساتھی نہیں بنائیں گے۔ جو کہ ترجمہ و تفسیر کے لحاظ سے دوسرے تمام ترجموں اور تفاسیر سے ممتاز، مستند اور غلطیوں سے پاک ہو۔ اُس وقت ہمارا عقیدہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ ویسے تو ہم یہ دعویٰ کریں کہ ہم قرآن کے راستہ پر گامزن ہیں مگر قرآن کے جس مفہوم و ترجمہ پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ وہ مفہوم و ترجمہ غیر مستند ہو، عربی لغات و ادب کے مطابق نہ ہو۔ اور بنیادی غلطیوں کا حامل ہو۔ تو پھر ہم اپنے دعویٰ میں سچے کیسے ہو سکتے ہیں۔

مسلمان بھائیو! آؤ یہ عہد کریں کہ ہم اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کہ قرآنِ کریم کے صحیح اور غلط اردو ترجموں کی پہچان نہیں کر لیتے اس کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ ہمیں اس قابل بنا دے گا کہ ہم قرآن مجید کی بہت سی آیات اور عبارات کے صحیح اور مستند مفہوم کو سمجھ جائیں گے۔ اور ہمیں قرآن کریم کے درست اور غلط معیاری اور غیر معیاری "اردو ترجموں" کی تمیز ہو سکے گی۔ اور پھر ہم فخر سے کہہ سکیں گے کہ "ہمارا عقیدہ صحیح ہے"

تبلیغی درس نمبر 3 (حصہ اوّل)

مطالعہ کا فائدہ

اس کتاب کے مطالعہ کا پہلا فائدہ تو یہ ہوگا۔ کہ مسلمانوں کو بہت سی مفید معلومات حاصل ہوں گی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ گھر اور مسجد میں سننے والوں کو قرآن پاک کے صحیح اور غلط "اردو ترجموں" کی تمیز ہو جائے گی۔ اور اس طرح آہستہ آہستہ مسلمان بھائی قرآن پاک پڑھنے میں دلچسپی لینے لگیں گے۔ اور پھر یہ تحریک ایک انقلاب کی شکل اختیار کر لے گی۔ لوگ قرآن مجید کے صحیح اور غلط "اردو ترجموں" کی چھان بین کرنا شروع کر دیں گے۔ جب مسلمان عوام کو یہ علم ہو جائے گا۔ کہ قرآن مجید کے اردو ترجموں میں حیرت انگیز فرق ہے۔ تو عوام میں خود بخود یہ جوش و جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ کہ قرآن مجید کے صرف اُسی اردو ترجمہ کا مطالعہ اور انتخاب کیا جائے۔ جو کہ مستند و ممتاز اور غلطیوں سے پاک ہو۔ اگر ہم مسلمان عوام میں یہ شعور اجاگر کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تو یہ ہماری ایک ایسی قابلِ فخر دینی خدمت ہوگی جس سے آج کا مسلمان قرآن مجید کے مطالعہ میں دوبارہ دلچسپی لینا شروع کر دے گا۔

غیر جانبدارانہ تحقیق

قرآن مجید کے بہت سے اردو ترجمے ہوئے ہیں۔ ان میں صحیح ہیں۔ غلط بھی ہیں۔ اور ایسے بھی جو کہ قابلِ ترجیح اور معیاری نہیں ہیں ——— کاش ہم اس بات کو سمجھیں کہ علماء اور محققین (جنہوں نے قرآن مجید کے اردو ترجمے و تفاسیر لکھی ہیں) کے بھی درجے ہیں۔ قدرت ایک عالمِ دین کو تحقیق کی منزل پر فائز کرتی ہے۔ دوسرے محقق کو اُس سے بلند مرتبہ دے